وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا ترجمان

ماہنامہ

وفاق المدارس

ملتان

جلد نمبر: ۲۳ شمارہ نمبر: ۸ شعبان المعظم ۱۴۴۷ھ فروری ۲۰۲۶ء

بیاد

شمس العلماء
حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ

استاذ العلماء
حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

محدث العصر
حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

مفکر اسلام
حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ

جامع المعقول والمنقول
حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

رئیس المحدثین
حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ

استاذ المحدثین
حضرت مولانا عبد الرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق حقانی مدظلہم
سینئر نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مدیر اعلیٰ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مدیر

مولانا محمد احمد حافظ

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ

وفاق المدارس العربیہ پاکستان گارڈن ٹاؤن شیر شاہ روڈ ملتان

فون نمبر 061-6514525-6514526-27 فیکس نمبر 061-6539485
Email:wifaqulmadaris@gmial.com web:www.wifaqulmadaris.org

ناشر: حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری ◉ مطبع: اقرأ اختر پرنٹنگ پریس پرانی غلہ منڈی بوہڑ گیٹ ملتان
شائع کردہ مرکزی دفتر وفاق المدارس العربیہ گارڈن ٹاؤن شیر شاہ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

دینی مدارس وجامعات کی حریت فکر وعمل پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا	صدائے وفاق	۳
دینی مدارس کی خدمات اوران کا تحفظ	شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم	۵
اللہ تعالی کے وجود کے بارے میں بحث وگفتگو کا صحیح انداز	مولانا بدرالحسن القاسمی	۱۹
خطبۂ عید میں پڑھی جانے والی ایک حدیث کی تحقیق	مفتی ابوالخیر عارف محمود گلگتی کشمیری	۲۴
اہلیتِ مفتی کی شرائط اور مصنوعی ذہانت	ڈاکٹر مبشر حسین رحمانی	۳۹
وفاق المدارس العربیہ پاکستان: ایک وسیع نظام کا جامع جائزہ	صاحبزادہ مولانا طلحہ رحمانی	۴۳
خیبر پختونخوا میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی سرگرمیاں	مولانا مفتی سراج الحسن	۵۰
اجلاس ممتحنینِ اعلی حضرات وممتحنین (ضلع چمن وقلعہ عبداللہ)	مولانا سید عبدالرحیم الحسینی	۵۳
تین اہم علمی نکتے	مولانا عبدالقدوس محمدی	۵۷
شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم رحمۃ اللہ علیہ	حضرت مولانا یوسف خان	۵۹
تبصرہ کتب	محمد احمد حافظ	۶۳

﴿مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں﴾

سالانہ بدل اشتراک

بیرون ملک امریکہ، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک ۳۰ ڈالر- سعودی عرب، انڈیا اور متحدہ امارات وغیرہ ۲۳ ڈالر- ایران، بنگلہ دیش ۲۰ ڈالر-

اندرون ملک قیمت: فی شمارہ: 40 روپے، زرسالانہ مع ڈاک خرچ: 540 روپے

دینی مدارس وجامعات کی حریت فکر وعمل پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا

دینی مدارس کی رجسٹریشن پارلیمنٹ کے منظور کردہ ایکٹ کے مطابق ہونی چاہیے

اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کا متفقہ اعلامیہ

11 جنوری 2026 بروز اتوار بعد نماز مغرب تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے مرکزی دفتر لاہور میں اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کی رکن پانچ تنظیمات وفاق المدارس العربیہ پاکستان، تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان، وفاق المدارس السّلفیہ پاکستان، وفاق المدارس الشیعہ پاکستان اور رابطۃ المدارس الاسلامیہ پاکستان کی مجلس شوری کا اجلاس حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس میں حضرت مولانا مفتی منیب الرحمن صاحب اور حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب نے 2004 سے لے کر وفاقی حکومت اور حکومت پنجاب کی انتظامیہ کے ساتھ اب تک دینی مدارس وجامعات کی رجسٹریشن کے حوالے سے وقتاً فوقتاً ہونے والے مذاکرات، معاہدات اور رابطہ کاری کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔

اجلاس میں پانچوں تنظیمات کے ذمے داران نے تفصیل کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کیا اور تفصیلی غور وخوض کے بعد مندرجہ ذیل اعلامیے کی مکمل اتفاق رائے سے منظوری دی:

(1) اجلاس نے مکمل اتفاق رائے سے قرار دیا کہ دینی مدارس وجامعات کی حریت فکر وعمل پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہوگا، نیز وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے ساتھ تنظیمات الگ الگ مذاکرات نہیں کریں گی، بلکہ مشترکہ طور پر مذاکرات کیے جائیں گے۔

(2) متفقہ طور پر مطالبہ کیا گیا کہ رجسٹریشن اُسی قانون کے تحت ہو جو مسلم لیگ ن کی وفاقی حکومت نے پارلیمنٹ سے منظور کرایا ہے اور صدر کے دستخط کے بعد ایکٹ کی صورت میں اُس کا گزٹ نوٹیفکیشن جاری ہو چکا ہے، حکومت پنجاب سمیت تمام صوبائی حکومتوں کو چاہیے کہ اسی قانون کو من وعن صوبائی اسمبلیوں سے منظور کرا کے ایکٹ بنایا جائے اور بلا تاخیر اُس پر عمل درآمد کا آغاز کیا جائے، پانچوں تنظیمات سے ملحق تمام مدارس رجسٹریشن کے عمل میں

مکمل تعاون کریں گے۔

(3) ڈیٹا مرتب کرنے کے لیے فارم وہی ہونا چاہیے جس پر ماضی میں حکومت پاکستان اور اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے درمیان مکمل اتفاق رائے ہو چکا ہے، اس میں کسی رد و بدل کی ضرورت نہیں اور تمام درکار تفصیلات اس پروفارما میں موجود ہیں۔

(4) حسب سابق سوسائیٹیز ایکٹ 1860 کی سیکشن 21 کے تحت رجسٹریشن ہونی چاہیے، کیونکہ دینی مدارس و جامعات کی رجسٹریشن کے لیے ماضی میں اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان اور حکومت پاکستان کے درمیان سیکشن 1 رمیان سیکشن 21 کے اضافے پر مکمل اتفاق رائے ہو چکا تھا۔

(5) رجسٹریشن کا طریقہ کار آسان بنایا جائے اور Manual ہوتا کہ ملک بھر میں پھیلے ہوئے دینی مدارس و جامعات کے لیے اسے سمجھنا اور اس پر عمل کرنا آسان ہو، نیز ضلعی سطح پر ہر ریجن میں ماضی کی طرح رجسٹریشن کے ذیلی دفاتر قائم کیے جائیں۔

(6) شیڈولڈ بنکوں میں دینی مدارس و جامعات کے بنک اکاؤنٹس بلا تاخیر کھولے جائیں اور اسٹیٹ بنک آف پاکستان تمام بنکوں کو ہدایت جاری کرے کہ بنک اکاؤنٹس کھولنے میں تعاون کریں تا کہ رقوم کی آمد و خرچ کے تمام معاملات شفاف ہوں اور ریکارڈ پر موجود ہوں۔

(7) اجلاس میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، مفتی منیب الرحمن، علامہ حافظ سید ریاض حسین نجفی، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، صاحبزادہ محمد عبدالمصطفیٰ ہزاروی، مولانا یاسین ظفر، مولانا حافظ محمد یونس بٹ، مولانا حافظ سید قطب، علامہ محمد افضل حیدری، مولانا زبیر احمد صدیقی، مولانا قاری احمد رضا سیالوی، ڈاکٹر غلام عباس، ڈاکٹر عبدالغفور راشد، مولانا سید فرید حسین نقوی مولانا تقویم الحق، مولانا لعل حسین توحیدی، مولانا مفتی عبدالرحمن، مولانا خالد احمد اور مولانا محمد احمد حنیف نے شرکت کی۔

دینی مدارس کی خدمات اوران کا تحفظ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب مدظلہم کا جامعہ اشرفیہ لاہور میں تاریخی خطاب

۱۱ رجنوری ۲۰۲۶ء کو جامعہ اشرفیہ لاہور میں شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں اور تحفظ مدارس دینیہ کے سلسلے میں عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا۔ اس اجتماع سے اکابر علمائے کرام اور زعمائے ملت نے خطاب کیا۔ اجتماع کا کلیدی خطاب ناظم اعلیٰ وفاق المدارس پاکستان؛ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم کا تھا۔ آپ نے مدارس دینیہ کا مقدمہ بہت واشگاف انداز میں قوم کے سامنے رکھا۔ اکابر علمائے دیوبند کے مزاج ومذاق اور دینی مدارس کی خدمات کے مختلف پہلوؤں کو شاندار انداز میں پیش کیا۔ آپ کے چشم کشا اور معلومات افزا بیان نے حاضرین جلسہ کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ، اورانہوں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں تھا۔ اس موقع پر صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان **شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ** نے آپ کے تاریخی خطاب پر ان الفاظ میں تحسین فرمائی:

ابھی آپ نے جو حنیف جالندھری صاحب کا خطاب سنا، اس کو آپ گہری نظر سے سن کر اس کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیں تو یہ ہمارے اکابر علمائے دیوبند کے مزاج کی اتنی بہترین تفسیر تھی کہ اگر آپ اس کو اپنے سینے میں محفوظ کریں اور اس کے نقش قدم پر اپنی زندگی کو استوار کریں۔ اس سے آپ کو اندازہ ہوا ہوگا کہ ہمارے اکابر علمائے دیوبند کا جو اصل مزاج ہے وہ اعتدال اور توازن کا مزاج ہے۔ آج انہوں نے جس انداز سے مدارس دینیہ کی حقیقت ، اور مدارس دینیہ کا توازن ، اس کا اعتدال، اور مدارس دینیہ کی خدمات اور اس کے تحفظ کے بارے میں جو باتیں انہوں نے کی ہیں؛ میں سمجھتا ہوں من جانب اللہ اس کی توفیق عطا ہوئی اور حق یہ ہے کہ اس کے بعد کسی مزید اضافے کی ضرورت نہیں۔ مدارس دینیہ کی جو خدمت وہ انجام دے رہے ہیں اور جس انداز سے مدارس دینیہ کا مقدمہ انہوں نے پہلے بھی لڑا ہے اور اب بھی لڑ رہے ہیں؛ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا بہترین اجر دنیا وآخرت میں عطا فرمائے۔ سچی بات یہ ہے کہ اس کے بعد ان عنوانات پر اب مجھے کچھ مزید کہنے کی ضرورت نہیں۔

قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم نے آپ کے بیان پر فرمایا: اس مجلس میں مولانا حنیف جالندھری صاحب نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس پر نہ اضافہ کرنے کی ضرورت ہے اور نہ میرے اندر اس کی استطاعت ہے۔

اسی طرح **سابق وفاقی وزیر جناب اعجاز الحق صاحب** نے کہا: حضرت مولانا حنیف جالندھری صاحب نے جو آج بیان کیا ہے؛ میں نے آج تک ایسی گفتگو نہیں سنی، میری خواہش ہوگی کہ ہم میں سے ہر ایک شخص اس بیان کو سنے، اور میری تو یہ خواہش بھی ہے کہ کاش یہ گفتگو ہمارے فیلڈ مارشل صاحب بھی سنیں۔ حضرت ناظم اعلیٰ وفاق المدارس مدظلہم کا یہ تاریخی خطاب ترتیب وتدوین کے بعد قارئین کی خدمت میں مطالعے کے لیے پیش ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ و کفیٰ و الصلاۃ و السلام علیٰ سید الانبیاء و خاتم الانبیاء و المرسلین سیدنا و اماما محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین وعلیٰ کل من تبعھم باحسان الی یوم الدین۔۔۔امابعد!

قابل صد احترام، واجب الاکرام، شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ، واجب الاکرام حضرت مولانا قاری محمد ارشد عبید صاحب دامت برکاتہم العالیہ مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور، قابل صد احترام حضرات علمائے کرام، مسؤلین وفاق المدارس العربیہ پاکستان، عزیز طلبہ، بزرگان محترم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم صاحبؒ کی رحلت:

عالمِ اسلام کی اور اہلِ سنت والجماعت کی عظیم تاریخی، دینی، تعلیمی، تربیتی دعوتی تبلیغی اصلاحی درس گاہ جامعہ اشرفیہ لاہور میں آج کا یہ اجتماع مختلف اور متعدد عنوانوں پر منعقد ہو رہا ہے۔ اس اجتماع کا پہلا عنوان وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سرپرست ممتاز عالمِ دین، عظیم روحانی شخصیت، جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر تعزیت ہے۔ دوسرا عنوان آپ فضلائے کرام ہیں اور تیسرا عنوان ''خدمات مدارس دینیہ ہے'' اور چوتھا عنوان ''تحفظ مدارس دینیہ'' ہے۔

تعزیت کا معنیٰ اور مقصد:

جہاں تک اس اجتماع کے پہلے مقصد کا تعلق ہے تو وہ تعزیت ہے۔ تعزیت کا معنیٰ تسلی دینا ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں تعزیت کا جو مقصد سمجھ میں آتا ہے وہ غم کو بڑھانا نہیں ہے، وہ صدمے میں اضافہ کرنا نہیں ہے، وہ دُکھ کو بڑھانا نہیں ہے بلکہ غم کو اور صدمے کو بانٹنا اور صدمے کو کم کرنا ہے۔ عام طور پر ہم کہیں کسی کی وفات پر جاتے ہیں تو ایسے الفاظ کہتے ہیں جس سے پسماندگان کے غم میں کمی کے بجائے اضافہ ہوتا ہے۔

امام الصحابہ، جانشین پیغمبر، مزاج شناس رسول، مصدّقِ پیغمبر خلیفہ بلافصل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے جانے کے بعد امت کو سنبھالا، امت کو حوصلہ دیا، اس کے غم کو ہلکا کیا اور قرآن کریم کی آیات مبارکہ کی تلاوت فرمائی:

وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ۔وَ

مَنۡ يَّنۡقَلِبۡ عَلٰى عَقِبَيۡهِ فَلَنۡ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيۡـًٔا ‌ؕ وَسَيَجۡزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيۡنَ(آل عمران:۱۴۴)

کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے گئے ہیں لیکن حضور علیہ السلام کا مشن باقی ہے، حضور علیہ السلام کا نصب العین باقی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا، دیا ہوا دین باقی ہے، قرآن باقی ہے، اسلام باقی ہے، نظریہ باقی ہے اور اس کو ان شاء اللہ کبھی بھی فنا نہیں آئے گی، یہ ہمیشہ باقی رہے گا۔

ہمارے دیرینہ باہمی تعلق کی بنیادیں:

اس کی روشنی میں ہم بھی یہ عرض کرتے ہیں کہ حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ایک عظیم جامع شخصیت تھے جن کے ساتھ سفر وحضر میں بہت وقت گزرا، وفاق المدارس میں اور خاص طور پر خیرالمدارس کے امور میں ہمیشہ انہوں نے رہنمائی کی؛ آج ان کی جدائی کا صدمہ اور غم ہے، لیکن ان شاءاللہ حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مشن باقی رہے گا، ان کا نظریہ نصب العین باقی رہے گا اور جامعہ اشرفیہ جس کی انہوں نے تاحیات خدمت کی ہے۔ یہ ادارہ ان شاءاللہ چمکتا دمکتا رہے گا اور عالم اسلام کو قرآن وسنت کے نور سے منور کرتا رہے گا۔

ہمارے جد امجد استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، تعزیتی بیان فرمایا، تو اپنے بیان میں فرمایا کہ اللہ کا نظام یہی ہے کہ یہاں سے آنا اور جانا رہے گا، بڑے جائیں گے اور چھوٹے ان کی جگہ لیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ ان شاءاللہ حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جانے کے بعد ان کے جانشین اور ان کے تمام خاندان کے حضرات، وہ ان شاءاللہ اس مشن کو آگے بڑھائیں گے اور ان شاءاللہ یہ جامعہ اور دینی علوم کی خدمت کا سفر جاری اور ساری رہے گا۔

باقی آپ حضرات جانتے ہیں کہ جس کا جتنا تعلق ہوتا ہے جدائی کا صدمہ بھی اس کو اتنا ہی ہوتا ہے۔ جامعہ اشرفیہ کے ساتھ ہمارا تعلق ہمیں وراثت میں ملا ہے۔ میرے دادا؛ استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ اور بانی جامعہ اشرفیہ عارف باللہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا آپس میں انتہائی گہرا تعلق تھا، قلبی تعلق تھا، اگر یہ کہوں کہ وہ یک جان دو قالب تھے تو غلط نہیں ہوگا۔ پھر حضرت مولانا محمد عبیداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہ میرے والد حضرت مولانا محمد شریف صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ آپس میں ہم درس تھے، دارالعلوم دیوبند میں اکٹھے انہوں نے دورہ حدیث کیا اور وہ ایک دوسرے کے سبق کے اور دورے کے ساتھی تھے، حضرت مولانا عبیداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تاحیات خیرالمدارس کی شوریٰ کے ممبر رہے اور پھر حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم

صاحب بھی تاحیات خیر المدارس کی شوریٰ کے ممبر رہے، حضرت مولانا محمد عبید اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تاحیات وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نائب صدر رہے اور حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ تاحیات وفاق المدارس کے سرپرست رہے۔ تو دونوں حیثیتوں سے خیر المدارس کے خادم اور وفاق المدارس کے خادم ہونے کی حیثیت سے عرض کر رہا ہوں کہ آج جہاں آپ اداس ہیں وہاں ہم بھی اداس ہیں لیکن یہ تعلق ان شاء اللہ ہمیشہ قائم رہے گا۔ اور میں ابھی حضرت اقدس صدرِ وفاق دامت برکاتہم العالیہ کی منظوری کی امید سے عرض کر رہا ہوں۔ اس لیے کہ روایت تو یہی ہے، آئندہ حضرت مولانا قاری ارشد عبید صاحب دامت برکاتہم العالیہ بھی بحیثیت رکنِ عاملہ وفاق المدارس کے اندر خدمات سرانجام دیں گے ان شاء اللہ اور وفاق المدارس اور جامعہ اشرفیہ کا تعلق ہمیشہ قائم رہے گا۔ بحیثیت خادم خیر المدارس میں نے درخواست کی حضرت مولانا قاری ارشد عبید صاحب سے کہ آپ خیر المدارس کی شوریٰ کی رکنیت بھی قبول فرمائیے، انہوں نے اس کو بھی قبول کیا، میں ان کا بھی شکر گزار ہوں۔ بتانا یہ چاہتا ہوں کہ خیر المدارس اور جامعہ اشرفیہ کا تعلق وفاق المدارس اور جامعہ اشرفیہ کا تعلق اور اسی طرح ہماری اولادوں اور نسلوں کا تعلق بھی ہمیشہ قائم اور دائم رہے گا۔

حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ میں نے امریکہ کا سفر کیا، برطانیہ کا سفر کیا سکینڈے نیویا کا سفر کیا اور یورپ کا سفر کیا، ان کی میں نے شفقتیں اور محبتیں سمیٹیں، اور میں نے ان کے اللہ سے تعلق کو بہت قریب سے دیکھا ہے اور میں اکثر ان سے کہا کرتا تھا:

ہمہ در قال فضل رحیم در حال

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائیں اور ان کی دینی خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں۔

فضلائے اشرفیہ سے چند گزارشات:

جہاں تک دوسرے عنوان کا تعلق ہے چونکہ اکابر تشریف لا چکے ہیں اور آرہے ہیں، میں آپ سے زیادہ دیر تفصیلی گفتگو نہیں کروں گا۔ جہاں تک آپ فضلاء آپ فضلاء کا تعلق ہے آپ سے صرف اتنی درخواست کروں گا کہ اب آپ جس میدان میں جانے لگے ہیں وہ عمل کا میدان ہے: لِيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ کا سفر بھی جاری رکھیں۔ آپ ہمارا مستقبل ہیں آپ ہماری امید ہیں، آپ ہی اب ہمارا آنے والا کل ہیں۔ آپ نے ان دینی علوم پر پہرہ دینا ہے۔ آپ نے مراکز علوم دینیہ مدارس پر پہرہ دینا ہے۔ آپ نے دین کا چوکیدار بننا ہے، آپ نے دین کا ان شاء اللہ پہرے دار بننا ہے، آپ جس میدان میں جائیں ہماری دعائیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس میں کامیاب کرے اور سرخرو کرے۔

کسی شیخ کامل سے اصلاحی تعلق ضرور قائم کریں:

ایک درخواست ضرور کروں گا، ہمارے حضرت نے اپنے دارالعلوم میں فرمایا کہ ہر مدرسے کو خانقاہ بنادو۔ مدرسہ خانقاہ تب ہی ہوگا جب ہم میں سے ہر ایک کا بھی خانقاہی مزاج بن جائے۔ وہ تب بنے گا جب اپنی اصلاح کی فکر ہوگی۔ لہٰذا میں آپ سے یہ درخواست کروں گا، عام طور پر نصیحت تو بڑے کیا کرتے ہیں، مشورے برابر کے دیا کرتے ہیں، میں تو چھوٹا ہوں درخواست آپ سے کرسکتا ہوں کہ پہلی فرصت میں اپنا کسی نہ کسی اللہ والے سے تعلق قائم کریں، اپنے آپ کو کسی اللہ والے کے حوالے کریں، اپنے آپ کو کسی اللہ والے کے سپرد کریں۔ تاکہ جو علوم آپ نے پڑھے ہیں ان علوم کا رنگ بھی نظر آئے اور یہ رنگ بھی آپ کو اور مجھے مل جائے۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بڑی پیاری مثال سے سمجھاتے تھے، وہ فرماتے تھے کہ دیکھیے ایک ہوتا ہے رنگ بنانے والا ایک ہوتا ہے رنگ بیچنے والا اور ایک ہوتا ہے رنگ چڑھانے والا، فرماتے ہیں کہ یہ دین بھی اللہ کا رنگ ہے: صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً

یہ قرآن وسنت کے علوم دینیہ، یہ بھی ایک رنگ ہے اور اس دین کے رنگ کو بنانے والے اللہ تعالیٰ ہیں، اس دین کو اللہ نے بنایا ہے، اس دین کو اللہ نے اتارا ہے، اور علمائے کرام آپ کے اساتذہ اور یہ شیوخ حدیث اس دین کے رنگ کو بیچنے والے تھے، انہوں نے آپ کو یہ دین کا رنگ دیا ہے اور جو اللہ والے ہوں گے وہ آپ پر اس کا رنگ چڑھائیں گے، اس لیے آپ حضرات سے میری درخواست ہے کہ آپ پہلی فرصت میں جس اللہ والے سے آپ کو طبعی مناسبت ہو اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیں، اپنے آپ کو اس کے حوالے کریں۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ؛ یہ دونوں حضرات علم کے بلند مقام پر تھے۔ یہ آسمان علم کے آفتاب اور مہتاب تھے، وقت نہیں ہے کہ ان کے علم پر کوئی بیان کیا جائے مگر انہوں نے اپنے آپ کو سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کیا۔ بانی جامعہ اشرفیہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھانہ بھون تشریف لے گئے۔ انہوں نے اپنے آپ کو حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کیا۔ تو کسی نہ کسی اللہ والے سے ضرور اپنا تعلق قائم کیجیے۔ اس کی پھر آپ برکات اپنے علوم میں اور اپنی زندگی کے کاموں میں ان شاء اللہ دیکھیں گے۔

تجدد پسندی سے بچیں:

اور اس طرح آپ سے یہ بھی گزارش کرنی ہے کہ اپنے اکابر کے طریقے پر رہیے گا، کوئی نیا راستہ اختیار نہ کیجیے گا

،کوئی نیا نظریہ اختیار نہ کیجیے گا۔حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اکابر کا امتیاز اور ہمارے اکابر کا تشخص چار چیزیں ہیں:

(۱) نمبر ایک عقیدے میں مضبوطی، اعتقاد کی پختگی۔(۲) نمبر دو تمسک بالسنۃ؛ سنت پر عمل کرنا (۳) نمبر تین سلف صالحین کی اتباع (۴) نمبر چار توکل علی اللہ۔

میرا اور آپ کا یہی زادہ راہ ہونا چاہیے۔یہی ہمارے اکابر کی پہچان ہے کہ ہم عقیدے میں مضبوط ہوں، عقیدے پر کوئی سمجھوتا نہ ہو،عقیدے پر کوئی کمپرومائز نہ ہو،عقیدے اور نظریے میں کوئی لچک نہ ہو۔ اپنا موقف مضبوط رکھیں، اعتقاد میں پختگی ہو،سنت پر عمل کریں،اور سلف صالحین کا اتباع کریں،خود ہمارے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں اپنے اکابر کا اندھا مقلد ہوں۔میں اپنے اسلاف کا اندھا مقلد ہوں۔اس لیے اپنے بزرگوں کے راستے پر چلیں گے اور وہی کامیابی اور فلاح کا راستہ ہے۔

اکابر کا راستہ انعام یافتہ لوگوں کا راستہ ہے:

قرآن کریم نے ''صراطِ مستقیم'' کی توضیح:

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ ۔۔

سے فرما کر یہ بتلا دیا ہے کہ ''صراطِ مستقیم'' وہی راستہ ہے جس پر ہر دور کے انعام یافتہ اکابر چلتے آئے ہیں۔یہاں ''صراطِ قرآن'' یا ''صراطِ سنت'' کی تعبیر اختیار نہیں کی گئی، بلکہ ان ہستیوں کا حوالہ دیا گیا جو قرآن کے فہم اور سنت کے اتباع میں کامل تھے۔گویا اکابر کی راہ قرآن وسنت سے جدا کوئی چیز نہیں بلکہ قرآن وسنت پر عمل کی محفوظ اور روشن ترین راہ ہے۔تو اس لیے اپنے اکابر کا راستہ اختیار کیجیے۔

اللہ پر توکل کیجیے:

اللہ پر بھروسا اور توکل رکھیے۔دنیا میں کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے،کسی کے دباؤ میں آنے کی ضرورت نہیں ہے، جب میں نے اور آپ نے اللہ اکبر کہا ہے تو زبان ہی سے اَللّٰہ اکبر نہ ہو بلکہ عمل ہو کہ سب سے بڑا اللہ ہے۔دنیا کی کسی طاقت سے نہ ڈرنا، وہ آپ کا کوئی نقصان نہیں کر سکتے۔آپ نے یہ حدیث پڑھی ہے کہ:

وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ لَكَ، وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ عَلَيْكَ (رواہ الترمذی)

اگر ساری دنیا مل کر مجھے اور آپ کو فائدہ پہنچانا چاہے اور میرا رب نہ چاہے۔فائدہ نہیں پہنچا سکتی،ساری دنیا مل کر

اگر ہمیں نقصان پہنچانا چاہے اور اللہ نہ چاہے تو ہمیں ذرہ برابر نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

روز روشن کی طرح واضح مدارس کی شاندار خدمات:

جہاں تک دینی مدارس کی خدمات کا تعلق ہے؛ میں سمجھتا ہوں کہ دینی مدارس کی خدمات روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔ یہ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ کا روشن باب ہیں۔ دینی مدارس کی خدمات اظہر من الشمس ہیں، دینی مدارس کی خدمات دیوار پر لکھی ہوئی ہیں۔

دینی مدارس نے یہ خدمت سرانجام دی ہے کہ اس نے قرآن وسنت کے علوم کو اصل ومکمل شکل میں محفوظ رکھا۔ اللہ نے قرآن وسنت کے علوم کی حفاظت مدارس کے ذریعے، علماء کے ذریعے کی ہے، دنیا دارالاسباب ہے۔ سبب کے طور پر الحمدللہ یہ تمام علوم اپنی اصل مکمل شکل میں محفوظ ہیں، مدارس کی برکت سے یہ مدارس ہیں جو آج پوری دنیا کو الحمدللہ رجالِ دین فراہم کر رہے ہیں۔ یہ مدارس کی کتنی بڑی خدمت ہے کہ یہ آج بھی پوری دنیا کو قرآن کے حافظ، قرآن کے قاری، دین کے عالم، مفتی، امام، خطیب، موذن اور رجالِ دین مہیا کر رہے ہیں۔

اس سال وفاق المدارس قوم کو ایک لاکھ سولہ ہزار حفاظ دے رہا ہے:

آپ کو خوشی ہوگی کہ اس ایک سال میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان جو عالمِ اسلام میں دینی تعلیم کا سب سے بڑا نیٹ ورک ہے جو عالمِ اسلام میں سب سے بڑا دینی تعلیم کا نظام ہے اس سال وفاق میں شامل مدارس وجامعات نے جو قرآن کے حافظ تیار کیے ہیں اور ایک سال میں قرآن کے حافظ تیار کر کے ملک اور قوم کو دیئے ہیں، ان کی تعداد کوئی بیسیوں، سینکڑوں، یا ہزاروں میں نہیں ہے، آپ کو خوشی ہوگی کہ اس ایک سال میں وفاق نے ایک لاکھ سولہ ہزار قرآنِ کریم کے حافظ تیار کیے ہیں۔ بلند آواز سے کہو سبحان اللہ! ۔ جس جس کو خوشی ہوئی ہے وہ سبحان اللہ کہے اور بلند آواز سے کہیے سبحان اللہ! یہ معمولی تعداد نہیں ہے۔ وفاق المدارس اسلامی جمہوریہ پاکستان بلکہ تمام مسلم اور غیر مسلم ممالک میں ایک نظم کے تحت قرآنِ کریم کے حفاظ تیار کرنے والا سب سے بڑا ادارہ ہے۔

اس سال پینتالیس ہزار علماء قوم کو مل رہے ہیں:

میں یہ بات عرض کرتا ہوں وہ فضلاء جنہوں نے سترہ سال ان مدارس میں دن رات پڑھا ہے، جنہوں نے محنت کی ہے، یہ سترہ سال لگانے والے ہمارا یہ مستقبل، ہمارا یہ کل، ہماری آنے والی یہ امید، یہ فضلاء جو ایک سال میں وفاق المدارس نے تیار کیے ہیں۔ ان کی تعداد الحمدللہ پینتالیس ہزار ہے۔ سبحان اللہ کہو۔ پینتالیس ہزار علماء ایک سال میں ہمارے وفاق نے تیار کیے ہیں۔

سوال اسی سے کریں جس کی ذمہ داری ہے:

آج ہم سے کہا جاتا ہے کہ مدرسہ یہ بتائے کہ اس نے ڈاکٹر کتنے تیار کیے؟ مدرسہ بتائے سائنس دان کتنے نے تیار کیے؟ مدرسہ بتائے انجینئر کتنے تیار کیے؟ مدرسہ بتائے اس نے لائر اور وکلاء کتنے تیار کیے؟ مدرسہ بتائے کہ سائنسی علوم کے ماہرین کتنے تیار کیے؟ میرے دوستو یہ سوال ہم سے بنتا نہیں ہے، یہ سوال ان سے ہونا چاہئے جنہوں نے ان علوم کی اور فنون کی ذمہ داری لی ہے، ہم نے کب آپ سے کہا کہ ہم انجینئر بنائیں گے؟ ہم نے کب کہا ہم سائنس دان بنائیں گے؟ ہم نے کب کہا ہم وکیل بنائیں گے؟ ہم نے کب کہا کہ ہم کوئی ڈاکٹر پیدا کریں گے؟ ہم نے یہ ذمہ داری لی نہیں ہے، یہ ذمہ داری سرکار نے لی ہے، یہ ذمہ داری ریاست نے لی ہے، یہ ذمہ داری حکومت نے لی ہے، یہ ذمہ داری ان لوگوں نے لی ہے جنہوں نے اس نام پر لوگوں سے فیسیں حاصل کی ہیں، جنہوں نے ادارے قائم کیے ہیں۔ ہم نے اور ہمارے علماء نے ذمہ داری یہ لی تھی کہ ہم قرآن کے حافظ تیار کریں گے ، ہم قرآن کے قاری تیار کریں گے، ہم دین کے عالم تیار کریں گے، ہم مفتی تیار کریں گے، ہم امام اور خطیب تیار کریں گے، ہم داعی اور مبلغ تیار کریں گے۔ اور تحدیثِ نعمت کے طور پر کہہ سکتا ہوں کہ الحمدللہ جو ہم نے ذمہ داری لی ہے اس ذمہ داری کو نبھایا ہے اس ذمہ داری کو پورا کیا ہے اور اس طرح پورا کیا ہے کہ صرف پاکستان کو یہ افراد نہیں دیے بلکہ امریکہ کو دیے، برطانیہ کو دیے، یورپ کو دیے، فرانس کو دیے، جرمنی کو دیے، ڈنمارک کو دیے، ناروے کو دیے، ہم نے افریقہ کے ملکوں کو دیے، ہم نے ایشیاء کے ملکوں کو دیے۔ دنیا کے کسی ملک میں بھی چلے جاؤ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ وہاں آپ کو پاکستان کے دینی مدارس کے پڑھے ہوئے علماء اور دینی مدارس کے قراء اور حفاظ صرف نان مسلم ملکوں میں نہیں مسلمان ملکوں میں بھی ملیں گے۔ ہم نے جس ذمہ داری کو قبول کیا تھا، آج تک ہم نے اپنی اس ذمہ داری کو الحمدللہ نبھایا ہے۔

آپ بتائیے کہ آپ نے اپنی ذمہ داری نبھائی؟

آج ہم سے کہا جاتا ہے کہ جناب والا آپ نے کیا سائنسی علوم میں لوگ تیار کیے؟ ٹیکنالوجی میں لوگ تیار کیے؟ آج آپ بتاؤ تم نے کونسی چیز ایجاد کی ہے؟ تمام چیزیں یورپ اور امریکہ تیار کر رہا ہے۔ یہ بات کہی جا رہی ہے۔ چند دن پہلے ایک اجتماع میں بھی ایک بڑی شخصیت نے کہا۔ ہم بڑے ادب سے سوال کرتے ہیں کہ یہ تو آپ سے ہمیں پوچھنا چاہیے کہ ہم نے آپ کو ٹیکس دیا، ہم نے آپ کو پیسے دیے، قوم کا پیسہ آپ کے ذریعے یونیورسٹیوں کالجوں پر لگا۔

آپ بتائیے کہ آج پاکستان کا بچہ انجینئرنگ کی تعلیم کے لیے، سائنس کی اعلیٰ تعلیم کے لیے، میڈیکل کی اعلیٰ تعلیم کے لیے کیوں پاکستان سے باہر جاتا ہے؟، وہ کیوں امریکہ جاتا ہے؟، وہ کیوں برطانیہ جاتا ہے؟ وہ کیوں یورپ جاتا ہے؟ وہ ڈالروں اور پونڈ میں پیسے ادا کرتا ہے، پھر وہ ہائی ایجوکیشن کے لیے باہر کے ملکوں میں جاتا ہے۔

یہ سوال تو ہمیں آپ سے کرنا ہے کہ آپ نے پاکستان کو اتنا خود کفیل کیوں نہیں بنایا کہ سائنس کی اعلیٰ تعلیم کے لیے کسی کا بچہ امریکہ نہ جاتا، برطانیہ نہ جاتا، یورپ نہ جاتا، باہر کے ملکوں میں نہ جاتا۔ انجینئرنگ کی تعلیم کے لیے کوئی باہر نہ جاتا بلکہ باہر سے یہاں پر آتا۔ آپ نے پاکستان کو تعلیم کے میدان میں بھی بھکاری بنا دیا، مانگنے والا بنا دیا۔

باہر کے ملکوں سے دینی علوم کے لیے لوگ یہاں آتے ہیں، عصری تعلیم کے لیے نہیں آتے:

میں اللہ کی نعمت کے شکر کے طور پر اپنے اکابر کی موجودگی میں کہتا ہوں کہ پاکستان کا کوئی بچہ قرآن وحدیث کی اعلیٰ تعلیم کے لیے باہر نہیں جاتا، بلکہ باہر کی دنیا کے تمام مسلمانوں کے بچے یہ تمنا اور خواہش رکھتے ہیں کہ ہم قرآن و سنت کی اعلیٰ تعلیم کے لیے اپنے بچوں کو پاکستان بھیجیں۔

آج بھی الحمدللہ سعودی عرب سے، متحدہ عرب امارات سے، مصر سے، کویت سے اردن، جورڈن سے مسلمان عرب ملکوں سے غیر مسلم ملکوں سے مسلمان قرآن وسنت کی تعلیم کے لیے اپنے بچوں کو پاکستان بھیجتے ہیں۔ وہ پاکستان بھیجنا چاہتے ہیں، آپ نے ویزے بند کیے ہوئے ہیں۔ آپ یہ ویزوں کی پابندی ختم کریں تو میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان دنیا میں نمبر ایک ملک بنے گا جو پوری دنیا میں دینی علوم کو پہنچانے والا ہوگا۔

باہر سے دینی علوم کے لیے لوگ یہاں آتے ہیں، عصری تعلیم کے لیے نہیں آتے۔ عصری تعلیم کے لیے یہاں سے باہر جاتے ہیں۔ تو اگر میں یہ کہوں تو غلط نہیں کہ الحمدللہ ان علماء نے، ان مدارس نے دینی علوم کو دنیا میں ایکسپورٹ کرنے والا بنایا ہے کہ یہاں سے دینی علوم باہر جاتے ہیں۔ یہ مدارس کی خدمت ہے دینی علوم کا تحفظ اصل شکل میں، رجال کار انہوں نے مہیا کیے۔ اس ذمہ داری کو انہوں نے نبھایا۔

مدارس شرح خواندگی میں اضافہ کر رہے ہیں:

ان مدارس نے عورتوں میں دینی تعلیم کو فروغ دیا۔ وقت نہیں میں تفصیل بتاؤں کہ اس وقت میں ہمارے ہاں جو بچیاں تعلیم حاصل کر رہی ہیں وہ لڑکوں سے زیادہ ہیں۔ ہم نے عورتوں میں تعلیم کو عام کیا ہے، ہم نے ملک میں شرح خواندگی کو فروغ دیا ہے۔ لٹریسی ریٹ کو بڑھایا ہے۔

آج بھی آپ پاکستان کے بہت سے علاقے ایسے ہیں، پنجاب میں، سندھ میں، بلوچستان میں، کے پی کے میں،

آزاد کشمیر میں گلگت میں وہاں آپ کو کوئی پرائمری اسکول نہیں ملے گا، مڈل اسکول نہیں ملے گا، ہائی اسکول نہیں ملے گا ۔مگر وہاں دین کا مدرسہ ملے گا،مکتب ملے گا۔ہم ملک میں شرح خواندگی میں اضافہ کرر ہے ہیں۔

دینی مدارس قومی وحدت کی علامت ہیں:

یہ ہماری خدمت ہے کہ ہم نے ایک چھت کے نیچے سندھی کو، بلوچی کو، پٹھان کو، پنجابی کو، سرائیکی کو، مہاجر کو اکٹھا رکھا ہے اکٹھا پڑھایا ہے اور ہم نے ملی وحدت کو،قومی وحدت کو فروغ دیا ہے۔آپ کسی مدرسے میں چلے جائیں آپ کو ایک کمرے میں ایک درس گاہ میں ایک کلاس روم میں، ہاسٹل کے ایک ایک کمرے میں آپ کو پنجابی بھی ملے گا،سندھی بھی ملے گا، بلوچی بھی ملے گا، پشتون خیبر پختون خواہ کا اور آزاد کشمیر کا بھی ملے گا۔ہم نے پاکستان کی تمام اکائیوں کو متحد کیا، ہم نے قوم کو وحدت کا پیغام دیا، ہم نے قوم کو متحد کیا، ہم نے ملی وحدت کا کام کیا اور ہم نے ان قبائلی علاقوں میں جہاں پر تعلیم کا کوئی نام ونشان نہیں، ہم نے وہاں بھی مدارس بنائے، ہم نے وہاں بھی مکاتب بنائے۔

مدرسوں نے سیاسی اور معاشی میدان میں بھی قابل قدر خدمات انجام دیں:

ان مدرسوں کی خدمت یہ ہے کہ انہوں نے پاکستان کو آئین دیا، انہوں نے پاکستان کو قراردادِ مقاصد دی، ان مدارس کے علماء کی خدمت ہے کہ انہوں نے ختم نبوت کا مسئلہ پارلیمنٹ سے حل کروایا، ان مدارس کی خدمت ہے اور ایک شخصیت یہاں پر موجود ہے جنہوں نے صرف پاکستان نہیں پوری دنیا کو اسلامی بینکاری سسٹم دیا، جنہوں نے سودی نظام کے خاتمے کے لیے اسلام کا معاشی نظام دیا۔

یہ ہمارے حضرت موجود ہیں حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم؛ جنہوں نے پاکستان کو متبادل اسلامی بینکاری کا نظام دیا۔اور ایک دن حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے پاکستان میں اسلامی قانون کے نفاذ کا مکمل نظام مرتب کیا۔اور افغانستان کو بھی بھیجنا چاہیں گے، تاکہ اگر اس ملک میں عدالتی نظام اسلام کے مطابق بنے۔تو ہم اپنا پورا نظام ان کو دے دیں، یہ علماء ہیں جو اس ملک کے لیے اپنی جانیں دے رہے ہیں، جنہوں نے پیغام پاکستان دیا ہے۔

استحکام پاکستان کے لیے ہمارے علماء نے اپنا خون دیا ہے:

آپ کو معلوم ہے کہ کل، جنوبی وزیرستان میں، وفاق المدارس کے مسئول حضرت مولانا سلطان محمد حقانی کا جنازہ پڑھا گیا، وہ جے یو آئی کے رہنما تھے،ممتاز عالم دین تھے، ریاست کے ساتھ کھڑے تھے، ان کو شہید کر دیا

گیا۔ بم دھما کا کیا گیا، قاتلانہ حملہ کیا گیا، کل ان کا جنازہ ساؤتھ وزیرستان میں پڑھا گیا ہے۔ ہم نے خون دیا ہے، ہم نے قربانیاں دی ہیں۔ قیام پاکستان ہو یا استحکام پاکستان ہو۔

ہمیں پاکستان پیارا ہے اپنے ایمان کی وجہ سے:

حضرت مولانا مفتی محمد حسن، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع، حضرت مولانا خیر محمد اور اسی طرح مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہم؛ یہ وہ اکابر ہیں جنہوں نے پاکستان کی تعمیر میں تعاون کیا۔ پھر استحکام پاکستان میں ہم نے تعاون کیا۔ آج بھی آپ کے ملک کے امن کے لیے پہرہ دینے والوں میں مفتی محمد تقی صاحب ہیں، حضرت مولانا فضل الرحمن ہیں۔ ہم نے پیغام پاکستان جاری کیا۔ ہم نے اس ملک کی سلامتی کی حفاظت کی ہے، ہم نے کہا ہے کہ اسلام کے لیے مسلح جدوجہد کرنا، ہتھیار اٹھانا، کلاشنکوف اٹھانا، شریعت کے نفاذ کے لیے ناجائز ہے، حرام ہے۔ ہم نے چند دن پہلے کراچی میں اجتماع کیا۔ ہم نے کراچی کے اجتماع میں، مجلس اتحاد امت سے یہ پیغام دیا تھا کہ ملک میں مسلح جدوجہد ناجائز ہے اور حرام ہے۔ ہم ملک کے تحفظ کے لیے ریاست کے ساتھ ہیں۔ ہم نے افغانستان کو پیغام دیا، ہم نے امارت اسلامیہ کو پیغام دیا کہ آپ اپنے ملک کو پاکستان کے خلاف استعمال نہ ہونے دیں۔ دہشت گرد گروہوں کو وہاں سے نکالیں۔ اس لیے کہ کسی کو پاکستان کا تحفظ عزیز ہوگا اپنی کرسی کے لیے، اپنے اقتدار کے لیے، اپنی جائیدادوں کے لیے، اپنی املاک کے لیے اور اپنے مالی معاملات کے لیے، کسی کو پاکستان پیارا ہوگا اقتدار کے لیے، کرسی کے لیے، اپنی جائیدادوں کے لیے، مگر ہمیں پاکستان پیارا ہے، اپنے ایمان کی وجہ سے۔

ہم بانیان پاکستان کی اولاد ہیں:

ہم ان کی اولاد ہیں جنہوں نے پاکستان بنایا، ہمارے بڑوں نے مفتی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ، اور حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ نے قیام پاکستان کی تحریک میں بھرپور کردار ادا کیا تھا۔ کوئی ہمیں پاکستان کی سلامتی کے سبق نہ پڑھائے، کوئی ہم سے بڑا محب وطن نہ بنے، ہم نے اس ملک کے لیے جانیں دی ہیں۔ ہم اب بھی خون دے رہے ہیں، وفاق المدارس کے نائب صدر حضرت مولانا محمد حسن جان شہید رمضان میں روزے کی حالت میں ان کو خودکش حملوں کے خلاف فتویٰ دینے کی وجہ سے شہید کیا گیا۔ ہمارے مولانا معراج الدین خیرالمدارس کے فاضل؛ ان کو فائرنگ سے شہید کیا گیا۔ وفاق المدارس کی مجلس عاملہ کے رکن تھے مولانا محسن جامعہ حلیمیہ درہ پیزو کے ان کو شہید کیا گیا، بہت لمبی فہرست ہے۔

علماء کی قربانیوں کا اعتراف کیا جائے:

میں نے کل کہا کہ اللہ ہماری افواج کی حفاظت فرمائے۔ سلامتی کے اداروں کی حفاظت فرمائے، جس طرح ہماری

افواج ہمارے سلامتی کے ادارے اس ملک کے لیے جان دے رہے ہیں وہاں علماء بھی جان دے رہے ہیں، مگر دُکھ کی بات ہے کہ ہم تو ان کی قربانیوں کا اعتراف بھی کرتے ہیں تذکرہ بھی کرتے ہیں، مگر علماء اور طلبہ کی شہادتوں اور قربانیوں کا نہ اعتراف کیا جاتا ہے، نہ ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

میں آج اس اجتماع کے توسط سے وزیراعظم پاکستان سے درخواست کروں گا، فیلڈ مارشل صاحب سے درخواست کروں گا کہ پاکستان کے تحفظ میں اور پاکستان کی سلامتی میں جو علماء شہید ہو رہے ہیں اور اپنے خون کے نذرانے پیش کر رہے ہیں جو ہمارے دینی کارکن شہید ہو رہے ہیں ان کی قربانیوں کا بھی اعتراف کیا جائے ان کی قربانیوں کا بھی تذکرہ کیا جائے۔

یہ ملک ہمارا ہے اور ہم اس ملک کے ہیں:

پیغام پاکستان ان علماء نے جاری کیا اور ہم سب اس ملک کی سلامتی کے لیے ان شاء اللہ وقت آنے پر اپنی جان بھی دیں گے۔ آپ ہاتھ بلند کر کے کہو ہم اس ملک کے وفادار ہیں اور اس ملک کے وفادار رہیں گے۔ ہاتھوں کو ہلا کر کہو ان شاء اللہ۔ یہ ملک ہمارا ہے اور ہم اس ملک کے ہیں۔ ہمیں یہ ملک عزیز ہے، ہمیں یہ وطن عزیز ہے، ہم اس وطن سے محبت کو اپنا عقیدہ سمجھتے ہیں ہمیں حضور علیہ السلام نے وطن سے محبت سکھائی ہے۔ آپ مدینہ طیبہ تشریف لے گئے۔ دعا فرما رہے ہیں: "اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَمَا حَبَّبْتَ إِلَيْنَا مَكَّةَ (بخاری)

دعا فرمائی ہے، مکہ سے جا رہے ہیں مڑ مڑ کر بیت اللہ کو دیکھتے ہیں۔ کیا پیغام تھا وطن سے محبت کرو۔ اسی لیے میرے فضلاء اور طلبہ! اس وطن کے سپاہی بن کر رہنا۔ آپ نے اس ملک کے نظریے پر بھی پہرہ دینا ہے اس ملک کے جغرافیے پر بھی پہرہ دینا ہے۔ معرکہ حق میں پوری قوم آپ کے ساتھ تھی اور اب بھی کہتا ہوں خدانخواستہ اللہ نہ کرے اللہ نہ کرے کبھی ملک پر ایسا وقت آیا، دشمنوں نے جنگ مسلط کی تو ہم اپنی فوج سے پیچھے نہیں ہوں گے۔ فوج سے آگے ہوں گے ان شاء اللہ ہم آگے ہوں گے۔

مدارس بغیر کچھ لیے ایک پائی کا بوجھ نہیں ڈالتے۔ اپنی مدد آپ کے تحت کام کرتے ہیں اور آخری بات کہتا ہوں عنوان ہے ''تحفظ مدارس''، ہم ان شاء اللہ زندگی کے آخری سانس تک دینی علوم کے ان سرچشموں اور مراکز کا تحفظ کریں گے۔ میں صرف اس لیے کہتا ہوں کہ مدرسے کے تحفظ کا معنیٰ یہ نہیں کہ ہم ان بلڈنگوں کی حفاظت کریں گے۔ ہم ان کمروں کی حفاظت کریں گے۔ اگرچہ ایک مرتبہ ایک اجتماع میں مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ اگر گورنمنٹ ہماری زمین مدرسوں پر ان جگہوں پر کمروں پر عمارتوں پر قبضہ کر لے گی تو ہم درختوں کے نیچے بیٹھ کر قرآن پڑھائیں گے۔ لیکن بعد میں پھر ہمارے ایک عالم نے کہا حضرت یہ بلڈنگیں بھی تو ہم نے بنائی

ہیں ہم ان بلڈنگوں کا بھی تحفظ کریں گے۔ یہ بھی ہم نے بنائی ہیں حکومت نے بنا کرنہیں دیں۔ ہم اسی لیے حکومت سے امداد نہیں لیتے، ہمارا موقف یہ ہے کہ ہم چاہتے ہیں ہماری درسگاہ میں مسندِ تدریس بھی آزاد رہے ہیں، ہماری مسجد کا منبر بھی آزاد رہے۔ ہم نے کسی دور میں کوئی امداد قبول نہیں کی اور نہ کریں گے۔ مشورہ بھی اس لیے دیتے ہیں تا کہ کسی کی امداد میری زبان کو تالا نہ لگا سکے، تا کہ کسی کی امداد میری زبان کو حق بولنے سے روک نہ سکے۔ جس دن یہ زبان حق بولنا چھوڑ دے گی ہم گونگے شیطان بن جائیں گے اور دعا کرتے ہیں جس دن ہم حق بات نہ کہہ سکیں اس دن سے پہلے اللہ ہمیں دنیا سے لے جائے۔

مدارس کا تحفظ پاکستان کا تحفظ ہے:

جہاں تک مدارس کے تحفظ کی بات ہے ہم دینی مدارس کا تحفظ اس لیے چاہتے ہیں کہ ہم علوم دینیہ کا تحفظ چاہتے ہیں۔ مدارس کا تحفظ درحقیقت قرآن اور سنت کے علوم کا تحفظ ہے، مدارس کا تحفظ اسلام کے علوم کا تحفظ ہے، مدارس کا تحفظ نبوت ووحی کے علوم کا تحفظ ہے، مدارس کا تحفظ اسلامی روایات وتاریخ کا، اقدار وتہذیب کا، اور تمدن کا تحفظ ہے۔ مدارس کا تحفظ نظریہ پاکستان کا تحفظ ہے۔ مدارس کا تحفظ امت مسلمہ کا تحفظ ہے، بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ مدارس کا تحفظ پاکستان کا تحفظ ہے۔ مدارس کا تحفظ دنیا کا تحفظ ہے، جب تک ایک بھی اللہ اللہ کرنے والا ہے قیامت قائم نہیں ہوگی۔ اور اللہ اللہ کرنے والے سے مراد کون سا اللہ اللہ کرنے والا ہے؟ مسلمان مراد ہے، قرآن اور سنت والا مراد ہے۔ اس لیے کہ کافر بھی اللہ کا لفظ کہتا ہے وہ بھی بسم اللہ پڑھتا ہے، اس سے مراد وہ اللہ کہنے والے نہیں ہیں۔ ہندو بھی اللہ کہتا ہے۔ سکھ بھی کہتا ہے۔ مراد وہ اللہ اللہ کہنے والے ہیں جو مسلمان ہیں، جب تک وہ ہوں گے دنیا ختم نہیں ہوگی۔ وہ اللہ والا جو اللہ اور رسول کے احکام کو مانتا ہوں، جو قرآن وسنت کو مانتا ہو۔

تو اس لحاظ سے ہم سمجھتے ہیں کہ مدارس کا تحفظ یہ وطن عزیز کا تحفظ ہے۔ یہ عالمِ اسلام کا تحفظ ہے، یہ امتِ مسلمہ کا تحفظ ہے، یہ اسلامی تاریخ کا تحفظ ہے، یہ اسلامی اقدار کا تحفظ ہے یہ اسلامی علوم کا تحفظ ہے۔ یہ پاکستان کے نظریہ اور جغرافیہ کا تحفظ ہے اور ان شاء اللہ ہم پاکستان کا تحفظ بھی کریں گے، اس کے نظریہ کا بھی تحفظ کریں گے اور اس کا دفاع بھی ان شاء اللہ کریں گے۔ آج اکابر کے سامنے ہاتھ اٹھا کر یقین دلا دو وعدہ کرلو کہ ہم ان شاء اللہ پاکستان کے نظریہ جغرافیہ کے چوکیدار رہیں گے۔

''میرا نقش ہستی نہیں ہے مٹنے والا''

آخر میں خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کے شعر پر ختم کرتا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں گویا اسلام کہہ رہا ہے، قرآن کہہ رہا ہے، میرا نقشِ ہستی۔۔۔

اور یہ بات بھی کہہ دوں ہمارے بینک اکاؤنٹ بند کیے جارہے ہیں، ہمیں رجسٹرڈ نہیں کیا جارہا اور تاثر یہ دیا جاتا ہے کہ مولوی بتاتا نہیں ہے کہ پیسہ کہاں سے آرہا ہے؟ بینک اکاؤنٹ کھولو تمہیں خود پتہ چلے گا کہ پیسہ کہاں سے آرہا ہے؟ بنک اکاؤنٹ مدرسوں کے بند۔ آج پاکستان میں کسی مسجد کا بینک اکاؤنٹ نہیں کھل سکتا۔ کسی مدرسے کا بینک اکاؤنٹ نہیں کھل سکتا۔ آپ جائیں سینما کا اکاؤنٹ کھولیں دو منٹوں میں سینما کا اکاؤنٹ کھل جائے گا۔ مدرسے کا اکاؤنٹ نہیں کھلے گا، مسجد کا اکاؤنٹ نہیں کھلے گا۔ یہ کیا ہے؟ آپ کا خیال ہے کہ ہم پریشان ہوجائیں گے؟ آپ ہمیں تھکا دیں گے؟۔ یاد رکھو تم تھک جاؤ گے ہم نہیں تھکیں گے۔ ہم ان شاء اللہ اپنے موقف پر قائم رہیں گے، ہم دلیل کے لوگ ہیں، ہم حقیقت پسند لوگ ہیں اور ہم نے اپنی دلیل کے ساتھ ہر محاذ پر اپنا مقدمہ جیتا ہے الحمد للہ!۔

اس لئے میں کہتا ہوں خواجہ صاحب کی زبان میں وہ فرماتے ہیں اور گویا اسلام کہتا ہے:

میرا نقش ہستی نہیں ہے مٹنے والا۔۔۔۔اسلام کہہ رہا ہے، مدرسہ کہہ رہا ہے، قرآن کہہ رہا ہے

میرا نقش ہستی نہیں ہے مٹنے والا
کہ یہ نقشِ سجدہ ہے قشقہ نہیں

مسلمان کی پیشانی پر سجدے کا نشان ہوتا ھے، اور ھندو لوگ ماتھے پر زعفران اور صندل کی جو لکیریں لگاتے اسے قشقہ کہاجاتا ھے۔ قشقہ مٹ جاتا ھے اور سجدے کا نشان نہیں مٹتا۔ مدرسہ تھا، ھے، اور رھے گا۔ ان شاءاللہ۔ قرآن تھا، ھے اور رھے گا ان شاءاللہ۔

ہم آپ سے تمام معاملات دلیل کی بنیاد پر حل کرنا چاہتے ہیں۔ ان مدرسوں کے راستے میں رکاوٹ مت ڈالو ان مدرسوں کا مذاق مت اڑاؤ۔ ان مدرسوں کی تعلیم کو معمولی مت کہو۔ یہی اصل علم ہے، یہی اصل تعلیم ہے۔ ان شاءاللہ مدرسہ جوان تھا، جوان ہے، جوان رہے گا۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

اللہ تعالیٰ کے وجود کے بارے میں بحث وگفتگو کا صحیح انداز

مولانا بدرالحسن القاسمی

یہ بھی کیسی مضحکہ خیز بات ہے کہ وہ ذرہ بےمقدار جس کی اپنی زندگی اس کے قابو میں ہے اور نہ اس کی موت :

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے — اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

وہ گستاخی کے اس مقام پر پہنچ گیا ہے کہ خدا کے وجود ہی کا انکار کرنے لگا ہے اور کائنات کے سارے نظام کو اندھے بہرے مادہ اور بے حس وحرکت بلکہ موہوم ایتھر کی طرف منسوب کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے اور بڑی ڈھٹائی سے کہتا اور چیلنج کرتا ہے کہ اللہ کا وجود ہے تو ثابت کرکے بتاؤ؟ قرآن کریم نے جہالت اور جاہلیت کے تو وہ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کے منکر اس ناہنجار شخص کو جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بوسیدہ اور گلی ہوئی ہڈی کے ایک ٹکڑے کو اپنی انگلیوں سے پیس کر اور باریک کر کے منہ کی پھونک سے اڑا دیا اور کہنے لگا کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تمہارا رب اس کو دوبارہ زندہ کرے گا؟ اور موت کے بعد انسانوں کی دوبارہ بعثت ہوگی؟! آپ نے فرمایا: ’’ہاں! تمہیں بھی وہ زندہ کرے گا اور وہ تمہیں جہنم کی آگ میں ڈالے گا۔‘‘

اللہ رب العزت نے اسی واقعہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

أَوَلَمْ يَرَ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ. وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ مَن يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ (یٰس: ۷۷، ۷۸)

خدا کے وجود کے بارے میں شبہ؟ اور اس ذرّہ بےمقدار کی طرف سے جسے آج تک خود اپنے ہی وجود کا پتہ نہیں ہے کہ کہاں سے اور کیوں آیا ہے؟ اور کب اور کہاں جانا ہے؟

امام العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ نے فلاسفہ ومتکلمین اور اربابِ کشف صوفیا وعلمائے حقائق کی تصریحات کو سامنے رکھ کر دلائل یکجا کرنا چاہے تو انہیں ’’وجود باری کے دلائل‘‘ کا عنوان اختیار کرنا نامناسب معلوم ہوا، چنانچہ انہوں نے ’’وجود باری‘‘ کے بجائے ’’حدوثِ عالم‘‘ کا عنوان اختیار کیا اور ’’ضرب الخاتم علی حدوث العالم‘‘ کے نام سے منظوم رسالہ تصنیف فرمایا جس کا سمجھنا بھی ہر شخص کیلئے آسان نہیں ہے۔

شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال نے پوچھ پوچھ کر جتنا سمجھا تھا اس پر وجد کرتے تھے۔ پورا رسالہ علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو زبانی یاد تھا اور وہی اس کے حوالوں کی تخریج پر بھی مامور تھے۔ جن کتابوں کے اس میں حوالے ہیں ان

میں صدرالدین شیرازی کی ''اسفار اربعۃ''میر باقر داماد کی ادبی وفلسفیانہ کتاب ''الافق المبین''، شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی ''فتوحات مکیۃ''،محقق دوانی کا رسالہ ''الزوراء''، مجدد الف ثانی کے ''مکتوبات''، شاہ ولی اللہ دہلوی کے بعض رسائل ''البدور البازغۃ''، اور ''الخیر الکثیر'' وغیرہ، مولانا محمد قاسم نانوتوی کی بعض کتابیں'' تقریر دلپذیر''، ''مکتوبات قاسم العلوم'' اور ''قبلہ نما''، اورنئی کتابوں میں فرید وجدی اور بستانی دونوں کی الگ الگ ''دائرۃ المعارف ''شامل ہیں۔

شاہ صاحب کے منظوم قصیدے کا سمجھنا علماء کے لیے بھی آسان نہیں ہے تو عام لوگوں کا کیا ذکر؟ ہم بھی اپنے آپ کو عوام ہی میں شمار کرتے ہیں کچھ باصلاحیت لوگ علماء اورعوام کے درمیان برزخ کا کام کر سکتے ہیں، یعنی ادھر سے کچھ سمجھ کرآسان زبان میں دوسروں کو سمجھانے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ ابھی تو ہم اپنی سطح اور معیار کے مطابق ائمہ دین کے بیان کردہ بعض دلائل ذکر کرنا چاہتے ہیں جن سے وجود باری کے مسئلے کو سمجھا اور ایمان کو تازہ کیا جاسکتا ہے:

1۔۔حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ حفید سعید حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ متوفی 1176ھ فرماتے ہیں:

''میرا خیال یہ ہے کہ سارا عالم جس نظم ونسق کے ساتھ چل رہا ہے اور جیسی کامل تدبیر اس نظام کو چلانے میں کارفرما ہے اور جس طرح عالم بالا وعالم اسفل اور عالم غیب اور محسوس ومشاہد دنیا کے درمیان ربط قائم ہے اور واقعات و حادثات جس تناسب اور استحکام کے ساتھ پیش آرہے ہیں جن سے زیادہ بہتر کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ان حقائق کا کوئی ذی عقل انکار بھی نہیں کرسکتا، لہٰذا ان امور کودیکھ کر اس عالم کو پیدا کرنے اور اس کے نظم ونسق کو چلانے والی ایک کامل باارادہ وبااختیار ذات کا کوئی عاقل شخص ہرگز انکار نہیں کرسکتا اگر کوئی انکار کرے گا تو اس کی مثال ایسی ہی ہوگی کہ جیسے ایک شخص لکھی ہوئی نہایت خوش خط ایسی تحریر کودیکھے جس میں خوش نویسی کے اصولوں کی پوری رعایت رکھی گئی ہواور خطاطی کے فن کا کمال اس سے آشکارا ہو پھر بھی اسکو دیکھ کر کوئی یہ کہنے لگے کہ رعشہ یعنی ہاتھ کانپنے کی بیماری میں مبتلا کسی شخص کے ہاتھ کی غیر اختیاری حرکت سے یہ خطوط بنے اور اتفاقی طور پر خوشنما تحریر کی شکل اس نے اختیار کر لی اور خوش نویسی کے قاعدہ کے مطابق نظر آنے لگی، یا یہ کہے کہ کسی شخص نے کچھ اچھے موزوں اورنہایت بلیغ اشعار سنے جن میں بلاغت و بدیع کی لفظی ومعنوی صنعتوں کی پوری رعایت رکھی گئی ہو پھر یہ کہنے لگے کہ بغیر کسی قصد وارادہ کے ازخود ہی یہ اشعار وزن وقافیہ کی پابندی کے ساتھ موزوں ہوگئے اوراچھے اور بلیغ اشعار بن گئے، یعنی ازخود ہی اضطراری طور پر اس سے آواز نکلنے لگی اور وہ حروف مخارج کی رعایت کے ساتھ نکلے اور وہ الفاظ مسلسل اس طرح نکلتے رہے کہ ازخود ہی وزن وقافیہ کے ساتھ اور مقتضائے حال کے مطابق اچھے اور فصیح وبلیغ اشعار کا مجموعہ تیار ہوگیا۔

ایسا یقین رکھنے اور کہنے والے شخص کو لوگ پاگل خانہ میں بند کئے جانے کی ضرورت پر زور دیں گے؛ اور معاشرہ کو جلد از جلد اس کی مجنونانہ باتوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کریں گے۔ پڑھ لکھ کر نادانی میں مبتلا اس طرح کی عقل رکھنے والے دانشوروں سے بہتر تو وہ ان پڑھ اعرابی ہے جس سے کسی نے دریافت کیا کہ بتاؤ خدا کے وجود کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے؟ تو اس نے برجستہ کہا کہ:

سبحان اللہ! البعرة تدل علي البعير (مینگنی کو دیکھ کر آدمی سمجھ لیتا ہے کہ یہاں سے اونٹ گزرا ہے) **وان اثر الاقدام تدل علي المسير** (اور قدموں کے نشانات بتلا دیتے ہیں کہ یہاں سے کوئی شخص چل کر گیا ہے) **فسماء ذات ابراج وارض ذات فجاج وبحار ذات امواج ألا يدل علي وجود اللطيف الخبير؟** (تو برجوں والے یہ عظیم آسمان اور وادیوں اور گھاٹیوں والی یہ زمین اور موجیں مارنے والے یہ سمندر کیا اپنے بنانے والی کسی لطیف وخبیر ذات کے وجود کا پتہ نہیں دے رہے ہیں؟) برایں عقل ودانش بباید گریست

وجود باری پر ائمہ کرام کا استدلال:

1۔۔امام رازی نے لکھا ہے ہے اور حافظ ابن کثیر نے بھی اپنی تفسیر میں اسے نقل کیا ہے کہ: خلیفہ ہارون الرشید نے امام مالک رحمہ اللہ سے خدا کے وجود کی دلیل معلوم کی تو انہوں نے انسانوں کے درمیان زبانوں کے اختلاف، ان کی آوازوں اور لہجوں کے فرق اور بولنے کے ٹون اور آواز کے زیر وبم کے اختلاف کو خدا کے وجود کی دلیل کے طور پر پیش کیا۔قرآن کریم نے بھی زبانوں اور رنگوں کے اختلاف کو اللہ تعالی کی نشانیوں میں شمار کیا ہے کہ ایک ہی طرح کی انسانی شکل رکھنے والوں کے درمیان زبانوں کا اتنا اختلاف پایا جاتا ہے۔

2۔۔امام ابوحنیفہ کے بارے میں مشہور ہے کہ بعض ملحدین اور زنادقہ نے ان سے اللہ کے وجود کی دلیل مانگی تو انہوں نے کہا ابھی میں ایک الجھن میں ہوں اس لئے بعد میں سوال کرنا۔لوگوں پوچھا کہ وہ الجھن کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ؛ مجھ سے کہا گیا ہے کہ سمندر میں ایک کشتی ہے اور اس پر انواع واقسام کے سامان لے ہوئے ہیں، عجیب بات یہ ہے کہ اس کشتی میں کوئی شخص نہیں ہے جو اس پر سامان ڈالے یا اس کو چلائے، کشتی خود ہی چلتی اور سامان لاتی لیجاتی ہے، وہ خود ہی سمندر کی موجوں میں گھستی اور اسے چیرتی پھاڑتی جاتی اور آتی ہے، اور جہاں چاہتی ہے خود ہی جاتی ہے کوئی اس کو چلانے یا دیکھنے والا نہیں ہے۔

ان ملحدین نے یہ سن کر کہا کہ کیا کوئی عقلمند آدمی ایسی نہایت غیر معقول اور غیر منطقی بات کہہ سکتا ہے؟ یہ کوئی یقین کرنے والی بات ہے؟

توامام صاحب نے فرمایا: **ویحکم هذه الموجودات بما فیها من العالم العلوي و السفلي و ما اشتملت علیه من الاشیاء المحکمة لیس لها صانع ؟فبهت القوم و رجعوا الي الحق و اسلموا علی بدیه۔**

''تم لوگ بھی عجیب وغریب عقل رکھنے رکھنے والے ہوعلوی وسفلی تمام مخلوقات اور آسمان وزمین میں پائی جانے والی تمام چیزیں ان کا کوئی بنانے والانہیں ہے یہ سب چیزیں ازخود ہی وجود میں آ گئی ہیں؟''

یہ سن کر ملحدین لاجواب ہوگئے اوراپنے خیالات سے رجوع کرلیااورآپکے ہاتھ اسلام لے آئے۔

3۔۔امام شافعی رحمہ اللہ سے خدا کے وجود کے بارے میں سوال کیا گیاتو انہوں نے''توت'' کے پتے کودلیل کے طور پر پیش کیا کہ اس کا مزاتو ایک ہی ہے لیکن اسکو ریشم کے کیڑے کھاتے ہیں تو ان سے ریشم جیسی قیمتی چیز نکلتی ہےاور اسی پتہ کوشہد کی مکھیاں چوستی ہیں تو ان سے شہد نکلتا ہےاور پھر توت کے اسی پتہ کو بکریاں گائے اور دوسرے جانور کھاتے ہیں تومینگنیاں اور گوبر نکالتی ہیں اور''توت'' کے انہی پتوں کو ہرنیاں کھاتی ہیں تو ان سے مشک جیسی خوشبودار اور قیمتی چیز نکلتی ہے جبکہ توت کا پتہ ایک ہی طرح کا ہوتا ہےتو کیا یہ خدا کے وجود کی قوی دلیل نہیں ہے جسکی قدرت اسکے پیچھے کارفرما ہے؟

4۔۔یہی سوال امام احمد بن حنبل کے سامنے بھی رکھا گیاتو انہوں نے خدا کے وجود کی دلیل یہ دی کہ ایک چھوٹی چکنی قلعہ بند چیز ہے جس میں نہ کوئی دروازہ ہے نہ کھڑکی ہے ہر طرف سے بند ہےاس کے وپر کی سطح چاندی کی طرح بالکل سفید ہےاور اندر کا حصہ خالص سونے کی طرح زرد رنگ کا ہے اچانک اس کی دیوار پھٹتی ہےاور اس میں سے ذی روح سننے اور دیکھنے کی قوت سے آراستہ اور اچھی شکل اور آواز والی مخلوق نکلتی ہے امام صاحب کا اشارہ انڈے کی طرف ہے جس کی بند دیوار توڑ کر محض خدا کی قدرت سے زندہ بچے (چوزے) نکلتے ہیں **فیاعجبا کیف یعصي الإله ام کیف یجحده الجاحد و في کل شئ له آیة تدل علي انه واحد۔**

مولانا محمد قاسم نانوتوی کے ذکر کردہ دلائل:

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کو اللہ تعالی نے اسلامی عقائد اور دینی حقائق کو عقلی دلائل سے ثابت کرنے کا خاص ملکہ عطا فرمایا تھا۔ان کی قوت استدلال سے عیسائی پادری اور ہندو پنڈت سبھی گھبراتے اور پناہ مانگتے تھے،سامنے آنے اور مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں کرتے تھے''وجود باری'' کا مسئلہ ایسے بدیہی مسائل میں سے ہے جس پر کائنات کا ہر ذرّہ شہادت دیتا ہے لیکن کچھ چیزیں انتہائی واضح ہونے کے باوجود بعض ناقص عقل رکھنے والوں کیلئے آزمائش کا ذریعہ بن جاتی ہیں اوران کی عقلیں ان کے ادراک سے قاصر رہتی ہیں۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی نے اپنی متعدد کتابوں تقریر دلپذیر، حجۃ الاسلام، مباحثہ شاہجہانپور، اور قبلہ نما،، وغیرہ میں

نہایت ہی عام فہم اور سیدھے سادے انداز میں وجودِ باری کے دلائل ذکر کئے ہیں۔ بیحد اختصار کے ساتھ ان کا خلاصہ یہ ہے:

1.. مصنوع سے صانع کے وجود پر استدلال:

دنیا کے تمام عقلاء کا اس پر اتفاق ہے کہ ہر بنی چیز کا کوئی بنانے والا ہوتا ہے اور ہر حرکت کے پیچھے کوئی محرک اور ہر نظام کیلئے کوئی نظم کرنے والا ہوتا ہے۔ جب ہم کوئی گھر یا عمارت یا بلند منارہ دیکھتے ہیں تو بغیر کسی تردد کے یہ باور کر لیتے ہیں کہ اس کا کوئی بنانے والا اور صانع ہے۔ رُوئے زمین کا کوئی چھوٹا سا مکان بھی ایسا نہیں ہے جو از خود وجود میں آ گیا ہو، معمولی سی گھڑی بھی جس سے ہم وقت معلوم کرتے ہیں اس کے بارے میں ہم ایک منٹ کے لیے بھی یہ تصور نہیں کر سکتے کہ بغیر پیچیدہ اور باریک میکانکی عمل کے وجود میں آ گئی ہے تو پھر کائنات کا یہ عظیم سلسلہ، چاند و سورج کے طلوع و غروب کا نظام زمین اور آسمان، ستارے اور کہکشاؤں کا سلسلہ جنہیں دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے اور انسان حیرت و استعجاب میں مبتلا ہو جاتا ہے کس طرح ممکن ہے کہ بغیر کسی خالق کے وجود میں آ گیا ہو اور ان کی تخلیق کے پیچھے کوئی عظیم طاقت کارفرما ہو؟!۔

2۔۔انسانی وجود کے پائیدار نہ ہونے سے "موجود اصلی" کی ضرورت پر استدلال:

انسان کو سب سے پہلے جس حقیقت سے واسطہ پڑتا ہے وہ اس کا اپنا وجود ہے اس لیے سب سے زیادہ جو چیز لائق توجہ ہے وہ اس کا اپنا وجود ہے اور ہم جب اپنے وجود پر غور کرتے ہیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے وجود کو ثبات وقرار نہیں ہے، نہ وہ ازل سے ہے اور نہ ابد تک رہنے والا ہے۔

ایک زمانہ ایسا گزرا ہے کہ ہم پردہ غیب میں اور معدوم تھے اور پھر ایک وقت آئے گا کہ ہمارا وجود ختم ہو جائیگا اور ہم اس دنیا کو چھوڑ کر دوبارہ پردہ غیب میں چلے جائیں گے۔ ہمارے وجود کا اس طرح زائل ہو جانا بیانگ دُہل یہ اعلان کر رہا ہے کہ ہمارا وجود ذاتی اور اصلی نہیں ہے بلکہ ''موجود اصلی'' کا عطا کردہ اور اس کا فیض وانعام ہے اور وجود کا دینے والا ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور وہی خدا کہلانے کا مستحق ہے.

3۔۔اختلاف احوال سے استدلال:

ہمارا مشاہدہ یہ ہے کہ دنیا کی ہر چیز تغیّر پذیر ہے اور ہر چیز سے ذلت وافتقار اور مجبوری اور احتیاج ظاہر ہوتی ہے چاند سورج ستارے سبھی طلوع ہوتے ہیں پھر غروب ہو جاتے ہیں اور دنیا کی ہر چیز کے تغیر پذیر ہونے سے ان کا کسی بڑی اور بااختیار عظیم ہستی کے قبضہ میں ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی بااقتدار ذات خدا کہلانے کی۔ (بقیہ صفحہ نمبر:۵۶)

خطبہ عید میں پڑھی جانے والی ایک حدیث کی تحقیق

مفتی ابوالخیر عارف محمود گلگتی کشمیری

دارالتصنیف مدرسہ فاروقیہ گلگت

لیلۃ القدر، خاص طور پر عید الفطر کی فضیلت کے سلسلہ میں ایک حدیث زبان زد عام ہے، بعض کتب میں اس روایت کو ان الفاظ میں نقل کیا گیا ہے:

{إذا كان ليلة القدر نزل جبريل عليه السلام في كبكبة من الملائكة، يصلون على كل عبد قائم، أو قاعد يذكر الله عز و جل، فإذا كان يوم عيدهم-يعني يوم فطرهم-باهى بهم ملائكته، فقال: يا ملائكتي، ما جزاء أجير وفى عمله؟ قالوا: ربنا جزاؤه أن يؤتى أجره قال: يا ملائكتي، عبيدي وإمائي قضوا فريضتي عليهم، ثم خرجوا يَعُجُونَ إليَّ بالدعاء، وعزتي وجلالي وكرمي وعلوي وارتفاع مكاني لأجيبنهم، فيقول: ارجعوا، فقد غفرت لكم، وبدلت سيئاتكم حسنات، قال: فيرجعون مغفورا لهم}.

یعنی جب شب قدر ہوتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت (کے جلوہ) میں (زمین پر) اترتے ہیں اور ہر اس بندے پر سلام بھیجتے ہیں، یعنی ان کی مغفرت کے لیے دعا فرماتے ہیں، جو کھڑے، یا بیٹھے اللہ عز وجل کو یاد کرتے ہیں۔ پھر جب ان کی عید یعنی عید الفطر کا دن ہوتا ہے اللہ تعالی اپنے ان بندوں سے اپنے فرشتوں پر فخر فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں: اے میرے فرشتوں! اس مزدور کی اجرت کیا ہونی چاہیے جس نے اپنا کام پورا پورا کر دیا ہو؟، وہ عرض کرتے ہیں: اے ہمارے پروردگار، اس کی اجرت یہ ہے کہ اسے پورا پورا بدلہ دیا جائے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے فرشتوں، میرے بندوں اور بندیوں نے میرا وہ فریضہ ادا کر دیا ہے جو ان پر تھا، پھر وہ دعا میں دستِ طلب دراز کرتے ہوئے نکلے ہیں، مجھے اپنی عزت، جلال، کرم اور علوِ مقام و مرتبہ کی قسم، میں ضرور ان کی دعا قبول کروں گا، پھر اللہ (اپنے بندوں سے) فرماتا ہے کہ لوٹ جاؤ میں نے تمہیں بخش دیا ہے اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے۔ چناں چہ یہ لوگ بخشے بخشائے واپس لوٹے ہیں۔

اہل علم کی طرف سے تحقیق کا تقاضا:

بہت سارے اہل علم کی طرف سے تقاضا آیا کہ اس حدیث کی اسنادی حیثیت پر تحقیق کی جائے، چناں چہ تعمیل حکم

میں بندہ نے کتبِ حدیث، تاریخ، رجال وتراجم وغیرہ کی مراجعت کے بعد زیرِ نظر تحریر مرتب کی اور استاذ محترم ومکرم محقق العصر حضرت مولانا نور البشر صاحب دامت برکاتہم (مدیر معہد عثمان بن عفان) کی خدمت میں اصلاح کی غرض سے ارسال کیا اور حضرت الاستاذ کی طرف سے اصلاح اور تائید کے بعد اسے افادہ عام کے لیے شائع کیا جارہا ہے۔

اجمالی کلام:

بندہ کی ناقص تلاش وجستجو اور ایک ہفتہ مسلسل کتب کی مراجعت سے اس حدیث کے پانچ طرق دستیاب ہوئے، جن میں سے پہلا طریق موضوع ہے، دوسرا طریق شبہ موضوع ہے، تیسرا طریق شدید ضعیف، منکر بلکہ شبہ موضوع ہے، چوتھا طریق منقطع ومعضل ہونے کے ساتھ شبہ موضوع ہے اور پانچواں طریق شدید ضعیف بلکہ شبہ موضوع ہے۔خطبۂ عید میں بھی مذکور ہونے کی وجہ سے ہر خاص وعام اس حدیث سے واقف ہے، ذیل میں ہم اس حدیث کی سند اور اس کے پانچ طرق کا محدثین وائمۂ جرح وتعدیل کے اقوال وکلام کی روشنی میں جائزہ پیش کریں گے، تاکہ متن کے ساتھ ساتھ اس کی اسنادی حیثیت بھی سامنے آجائے۔

تفصیلی کلام:

ان پانچ طرق میں تین طرق حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں اور دو طرق حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، ان تمام طرق پر محدثین وائمۂ جرح وتعدیل کی طرف سے شدید کلام کیا گیا ہے، جب کہ متن کو بھی باطل قرار دیا گیا ہے، ذیل میں اس اجمال کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

تخریج حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ:

یہ روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے تین طرق سے مروی ہے، پہلا طریق اصرم بن حوشب (کذاب ووضاع) کا ہے، اس روایت کے متن کو بھی باطل قرار دیا گیا ہے، تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

پہلا طریق اصرم بن حوشب:

امام بیہقی نے شعب الایمان (3/343، رقم:3717) اور فضائل الاوقات (1/318، رقم:155) میں، اور ابن حبان نے الضعفاء والمجروحین (1/181، رقم الترجمہ:121) میں اس روایت کو نقل کیا ہے، جب کہ ابن الجوزی نے الموضوعات (2/545، رقم:1118) میں اور سیوطی نے اللآلئ (2/98-99) میں اور ابن عراق کنانی نے تنزیہ الشریعہ (2/145، رقم:3) میں بھی اس روایت کو ذکر کیا ہے۔

سندحدیث: ذیل میں ہم امام بیہقی کی سند ذکر کرکے پھراس پر محدثین اور ائمۂ جرح وتعدیل کا کلام ذکر کریں گے، سند ملاحظہ فرمائیں:

أخبرنا أبو سعد عبد الملک بن أبي عثمان الزاهد، نا أبو إسحاق إبراهيم بن محمد بن رجاء، أنا عبد الله بن سليمان بن الأشعث، نا محمد بن عبد العزيز الأزدي، نا أصرم بن حوشب، نا محمد بن يونس الحارثي، عن قتادة، عن أنس بن مالک-رضي الله عنه، مرفوعا.

اصرم بن حوشب پر ائمۂ جرح وتعدیل کا کلام:

اس حدیث کی سند میں ایک راوی اصرم بن حوشب الہمذانی الخراسانی ہے، کبار ائمۂ جرح وتعدیل نے ان پر سخت کلام فرمایا ہے اور ان کو ضعیف، شدید ضعیف، متروک، متہم بالوضع اور کذاب تک قرار دیا ہے۔ امام بیہقی نے فضائل الاوقات (ص:319) میں اس روایت کونقل کرکے اسے اصرم بن حوشب کا تفرد قرار دیا ہے۔

ابواسحاق جوزجانی اور احمد بن ہارون نے اصرم بن حوشب کے بارے میں فرمایا: ضعیف.

علی بن مدینی نے اصرم بن حوشب کو شدید ضعیف قرار دیا ہے۔

ابن عدی نے فرمایا: عامة روایاته غیر محفوظة، وهو بین الضعف.

ابوحفص عمرو بن علی نے فرمایا: **أصرم بن حوشب متروک الحديث، حدث بأحاديث مناكير، وكان يرى الإرجاء.**

عقیلی نے فرمایا: **يروي عن أنس نسخة عامتها مناكير.**

امام نسائی نے متروک کہا ہے، جب کہ ابوحاتم اور امام بخاری ومسلم نے فرمایا: متروک الحدیث۔

یحیی بن معین نے فرمایا: کذاب خبیث۔

علامہ سیوطی نے فرمایا: کذاب۔

ابن حبان نے فرمایا: کان یضع الحدیث علی الثقات۔

ان اقوال کی تفصیل کے لیے خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد (7/32) ملاحظہ کیجیے:

أصرم بن حوشب أبو هشام الكندي من أهل همذان... وقدم بغداد، وحدث بها فكتب عنه أهلها، ثم بان لهم كذبه فتركوا الرواية عنه إلا نفرا منهم: محمد بن يحيى بن عبد الكريم الأزدي، وإبراهيم بن سعيد الجوهري، والحسن بن أبي الربيع الجرجاني، وعنبس بن إسماعيل القزاز، وأحمد بن العباس بن المبارک التركي، ... حدثنا عبد الله بن علي بن عبد الله المديني، قال: سمعت أبي يقول: أصرم بن

حوشب لقيناه بهمذان ثم حدث بعدنا بعجائب، وضعفه جدا. وقال عبد الله في موضع آخر: سمعت أبي يقول: كتبت عن أصرم بن حوشب أحاديث عن أبي سنان فضربت على حديثه. ... عثمان بن سعيد الدارمي يقول: قلت ليحيى بن معين: فأصرم بن حوشب تعرفه؟ فقال: كذاب خبيث. ... عبد الكريم بن أحمد بن شعيب النسائي، حدثنا أبي، قال: أصرم بن حوشب متروك. زاد البخاري ومسلم: متروك الحديث. ... حدثنا إبراهيم بن يعقوب الجوزجاني، قال: أصرم بن حوشب رأيته بهمذان، وكتبت عنه سنة اثنتين ومائتين، ضعيف. ... حدثنا أبو الفضل صالح بن أحمد الحافظ، قال: أصرم بن حوشب أبو هشام الكندي ذكره ابن أبي حاتم في كتاب الجرح، وقال سمعت أبي يقول: هو متروك الحديث. ... حدثنا أحمد بن هارون بن روح، قال: أصرم بن حوشب روى عن زياد بن سعد، ضعيف، مات بهمذان. اهـ.

اصرم بن حوشب کے ترجمہ اور مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (المجروحین لابن حبان (1/ 181)، الجرح والتعدیل لابن أبي حاتم (2/ 336، رقم: 1237)، الکامل في ضعفاء الرجال لابن عدي (1/ 403)، تاریخ ال إسلام للذہبي (5/ 538، رقم الترجمۃ: 72)، اللآلئ المصنوعۃ للسیوطي (2/ 84)، الموضوعات لابن الجوزي (2/ 188)، العلل المتناہیۃ لابن الجوزي (2/ 532)، تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الأحادیث الشنیعۃ الموضوعۃ لابن عراق الکناني (2/ 173).

متنِ حدیث کا بطلان:

ابن حبان نے المجروحین (1/ 181) میں ابوحاتم سے ان الفاظ میں اس حدیث کے متن کا باطل ہونا نقل کیا ہے: وهو الذی روی عن محمد بن یونس الحارثی، عن قتادة، عن أنس مرفوعا. ثم ذکر بعده متنا آخر عن أصرم بن حوشب، عن زیاد بن سعد، وقال: [المتنان جمیعا باطلان].

حدیث کا موضوع ہونا:

علامہ سیوطی نے اللآلئ المصنوعہ (2/ 84) میں اور ابن الجوزی نے العلل المتناہیہ (2/ 532) اور الموضوعات (2/ 188) میں "لایصح" کہہ کر اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔

اہم فائدہ:

یہ بات اہلِ علم سے مخفی نہیں کہ اگر محدثین کتب الضعفاء والموضوعات میں: لا یصح، یا لا یثبت، یا لم یصح، یا لم

يثبت، يا ليس بصحيح، يا ليس بثابت، يا غير ثابت يا لا يثبت فيه شيء وغیرہ تعبیرات استعمال کریں تو اس سے اس حدیث کا موضوع ومن گھڑت ہونا مراد ہوتا ہے، محدثین اس تعبیر کو ورع، تقویٰ اور احتیاط کے طور پر استعمال کرتے ہیں حالاں کہ ان کی نظر میں اس حدیث کا موضوع ومن گھڑت ہونا واضح ہوتا ہے۔ اگر محدثین اس تعبیر کو کتبِ احادیثِ احکام کے ضمن میں استعمال کریں تو اس سے صحتِ اصطلاحی یعنی حدیث کی صحتِ اصطلاحی کی نفی مقصود ہوتی ہے، جیسا کہ شیخ مشایخنا علامہ عبدالفتاح ابوغدہ نے ملاعلی قاری کی کتاب ''المصنوع فی معرفۃ الموضوع'' کے مقدمہ (ص: 27) میں تحریر فرمایا ہے۔

طریق ثانی عباد بن عبدالصمد (عن انس رضی اللہ عنہ):

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس معنی کی ایک طویل حدیث اول رمضان سے لے کر عید تک کے مضامین پر مشتمل مروی ہے جس کی سند میں عباد بن عبدالصمد ہے، یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ عباد والا طریق ہے، اس طریق کو عقیلی نے الضعفاء الکبیر (3/ 138، 139، رقم: 1121) میں، ابن الجوزی نے العلل المتناھیہ (2/ 532 534) میں، علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال (4/ 32، رقم: 4133) میں اور حافظ ابن حجر نے لسان المیزان (3/ 232، رقم: 1032) میں نقل کیا ہے۔

سندحدیث:

یہاں اختصار کی خاطر صرف بیان سند اور اس پر ضروری کلام پہ اکتفا کیا جائے گا، چناں چہ الضعفاء میں امام عقیلی نے عباد بن عبدالصمد کے ترجمہ میں اس روایت کو باسند ذکر کیا ہے، اس کی سند ملاحظہ فرمائیں:

ومن حديثه: ما حدثناه جبرون بن عيسى المغربي بمصر، قال: حدثنا يحيى بن سليمان القرشي مولى لهم، قال: حدثنا أبو معمر عباد بن عبد الصمد، عن أنس بن مالك رضي الله عنه مرفوعا.

ابومعمر عباد بن عبدالصمد بصری پر ائمۂ جرح وتعدیل کا کلام:

ابوحاتم نے فرمایا: **ضعيف الحديث (جدا)، منكر الحديث، لا أعرف له حديثا صحيحا.**

امام بخاری نے فرمایا: **فيه نظر.**

ابن حبان نے فرمایا: **منكر الحديث جدا، يروي عن أنس ما ليس من حديثه، وما أراه سمع منه شيئا، فلا يجوز الاحتجاج به فيما وافق الثقات فكيف إذا انفرد بأوابد.**

ابن حبان نے مؤمل بن عبدالرحمن ثقفی کے واسطہ سے یہ بھی فرمایا: **حدثنا عباد بن عبد الصمد في نسخة**

كتبناها عنه بهذا الإسناد، أكثرها موضوعة.

علامہ عقیلی نے الضعفاء میں عباد کے ترجمہ میں فرمایا: **أحاديثه مناكير لا يعرف أكثرها إلا به.** اور مذکورہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرمایا: **وله عن أنس فيها مناكير كثيرة.** یعنی عباد منکر روایات نقل کرتا جن میں سے اکثر صرف اسی کے طریق سے معروف ہیں، کسی اور سے مروی نہیں، عباد کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور بھی روایتیں ہیں جن میں بکثرت مناکیر ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک نسخہ (احادیث) نقل کرتا ہے جو عمومی طور منکر روایات پر مشتمل ہے۔

علامہ عقیلی نے الضعفاء میں عباد کے ترجمہ میں آدم بن موسیٰ سے امام بخاری کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: عباد بن عبد الصمد عن أنس، منکر الحدیث۔

ابو معمر عباد بن عبد الصمد بصری کے ترجمہ اور مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: **(الضعفاء الكبير للعقيلي (138/3، رقم الترجمة: 1121)، العلل لابن الجوزى (2/ 532۔534)، الموضوعات لابن الجوزي (2/ 188)، الضعفاء والمتروكين لابن الجوزي (2/ 75) ميزان الاعتدال للذهبي (32/4، رقم الترجمة: 4133)، المغني في الضعفاء للذهبي (ص: 154، رقم الترجمة: 3043)، تاريخ الإسلام للذهبي (4/ 448، 658)، لسان الميزان لابن حجر (232/3، رقم الترجمة 1032)، التاريخ الكبير للبخاري (41/6)، الجرح والتعديل لابن أبي حاتم (171/2)، (81/3)، المجروحين لابن حبان (170/2)، اللآلئ المصنوعة للسيوطي (84/2)، كتاب معرفة التذكرة لابن طاهر المقدسي (ص: 104)، الكشف الحثيث عمن رمي بوضع الحديث للحلبي (ص: 144)، الفوائد المجموعة للشوكاني (ص: 39)، تذكرة الموضوعات للفتني (ص: 2).**

حدیث پر ائمۂ جرح وتعدیل کا حکم:

ابن الجوزی نے العلل المتناہیۃ، کتاب الصیام، حدیث في تزيين الجنة لصوام رمضان وثوابهم (2/ 534) میں اس روایت کے بارے میں فرمایا: **وهذا حديث لا يصح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأما عباد بن عبد الصمد: فقال البخاري: هو منكر الحديث. وقال الرازي: ضعيف الحديث جدا، منكره. وقال العقيلي: ضعيف، يروي عن أنس عامتها مناكير، وهو غال في التشيع.**

علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال (4/ 32، رقم: 4133) میں اور حافظ ابن حجر نے لسان المیزان (3/ 232،

رقم: 1032) میں اسے مشابہ بوضع قرار دیتے ہوئے فرمایا: یشبہ وضع القصاص۔ یعنی اسے قصّہ گو راویوں کی وضع کردہ روایات کے مشابہ قرار دیا ہے۔

نیز علامہ ذہبی نے تاریخ الاسلام (4 / 448، 658) میں اس حدیث کو عباد بن عبد الصمد کے مناکیر میں شمار کیا ہے اور اسے شبہ موضوع قرار دیا ہے۔

خلاصہ:

خلاصہ یہ ہے کہ ائمۂ جرح وتعدیل کی مذکورہ بالا تصریحات کے مطابق عباد بن عبدالصمد نا قابل احتجاج، شدید ضعیف اور منکر الحدیث راوی ہے، جب کہ حافظ ذہبی و حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو شبہ موضوع قرار دیا ہے، نیز ابن الجوزی نے العلل میں لا یصح فرما کر اس کے موضوع ہونے کی تصریح کر دی ہے۔

طریق ثالث ابان (عن انس رضی اللہ عنہ):

امام سیوطی نے اللآلئ المصنوعہ میں فرمایا کہ دیلمی کی روایت کے مطابق ابان نے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے اور ابان منکر الحدیث اور متروک راوی ہے، امام شعبہ نے کذاب قرار دیا ہے، تفصیل آگے آ رہی ہے۔

سند حدیث:

دیلمی کی سند ملاحظہ فرمائیں:

وقال السيوطي في اللآلئ المصنوعة (84/2): ورواه أيضا أبان عن أنس، أخرجه الديلمي، أنبأنا أبو العلاء رجاء بن عبد الوهاب الرازي وجماعة، قالوا: أنبأنا أبو القاسم علي بن عبد الرحمن بن الحسن، أنبأنا أبو محمد بن بالويه، حدثنا الأعرابي، حدثنا أبو ميسرة محمد بن الحسين الهمداني، حدثنا محمد بن عبيد، حدثنا الوليد بن الفضل، حدثنا الكابلي، عن أبان، عن أنس مرفوعا. وأبان متروك، والله أعلم.

ابان بن ابی عیاش پر ائمۂ جرح وتعدیل کا کلام:

امام شعبہ نے فرمایا: **لأن أزني أحب إلي من أن أحدث عن أبان بن أبي عياش... لأن أرتكب سبعين كبيرة أحب إلي من أن أحدث عن أبان بن أبي عياش.**

یزید بن ہارون نے امام شعبہ سے نقل فرمایا: **ردائي وحماري في المساكين صدقة إن لم يكن أبان بن أبي**

عياش يكذب في الحديث.

امام احمد نے فرمایا: ترک الناس حديثه. لا تكتب عن أبان بن أبي عياش شيئًا. قلت: كان له هوى؟ قال: كان منكر الحديث.

یحیی بن معین نے فرمایا: هو متروك ليس حديثه بشيء.

فلاس نے فرمایا: كان يحيى و ابن مهدي لا يحدثان عن أبان بن أبي عياش.

جوزجانی نے فرمایا: أبان بن أبي عياش ساقط.

ابن سعد اور ذہبی نے فرمایا: وهو متروك الحديث.

ابن الجوزی نے فرمایا: أبان ليس بشئ.

امام نسائی، رازی اور دارقطنی نے فرمایا: هو متروك.

ابوعوانہ نے فرمایا: لا أستحل أن أروي عنه شيئا.

ابن عدی نے فرمایا: أرجو أنه لا يتعمد الكذب، لكنه يشتبه عليه ويغلط، وعامة ما أتى فيه من رواية المجهولين... له روايات غير ما ذكرت، وعامة ما يرويه لا يتابع عليه، وهو بين الأمر في الضعف ... وأرجو أنه ممن لا يتعمد الكذب إلا أن يشبه عليه ويغلط، وعامة ما أتى أبان من جهة الرواة لا من جهته، لأن أبان رووا عنه قوم مجهولون، لما أنه فيه ضعف، وهو إلى الضعف أقرب منه إلى الصدق، كما قال شعبة.

ابوزرعہ نے فرمایا: أما تعمد الكذب فلا، ولكنه واه بمرة.

ابن حبان نے فرمایا: ولعله روى عن أنس أكثر من ألف وخمسمائة حديث، ما لكبير شئ منها أصل يرجع إليه.

خلاصہ: خلاصہ یہ ہے کہ ائمۂ جرح وتعدیل کی مذکورہ بالا تصریحات کے مطابق ابان بن ابی عیاش نہ صرف شدید ضعیف ومتروک راوی ہے، بلکہ امام شعبہ نے اسے کذاب بھی قرار دیا ہے، چناں چہ مذکورہ روایت شدید ضعیف ومنکر کہلائے گی، یہی وجہ ہے امام سیوطی نے اللآلئ المصنوعہ میں لاکر اس حدیث کے وضع کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

ابان بن ابی عیاش کے ترجمہ اور مزید کے لیے دیکھیے: (اللآلئ المصنوعة للسيوطي (2/84)، الضعفاء وأجوبة أبي زرعة الرازي على سؤالات البرذعي (2/478)، الجرح والتعديل لابن أبي حاتم (2/

161، 1087)، أحوال الرجال للجوزجاني (ص: 103)، التاريخ الكبير للبخاري (1/ 45، رقم: 1455)، كتاب الضعفاء والمتروكين للدارقطني (ص: 5، رقم: 103)، من تكلم فيه الدارقطني في كتاب السنن من الضعفاء والمتروكين والمجهولين لابن زريق (1/ 31)، الطبقات الكبرى لابن سعد (7/ 254)، الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي (1/ 386)، تهذيب الكمال للمزي (22/2)، المجروحين لابن حبان (1/96)، تاريخ الإسلام للذهبي (56/9)، الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة للذهبي (207/1)، ميزان الاعتدال للذهبي (10/1)، (تهذيب التهذيب لابن حجر (1/ 85، 174)، الموضوعات لابن الجوزي (2/ 141)، الضعفاء والمتروكين لابن الجوزي (19/1).

تخریج حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (طریق اول: ضحاک بن مزاحم عنہ):

اس حدیث کوضحاک بن مزاحم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے فاکہی نے اخبار مکہ (4/ 227، رقم: 1511) میں، بیہقی نے شعب الایمان (5/ 226227، رقم الحدیث: 3421) اور فضائل الاوقات (ص: 249، رقم الحدیث: 109) میں، ابن عساکر نے تاریخ دمشق (52/ 291) میں، ابن الجوزی نے العلل المتناہیہ (2/ 536534، رقم الحدیث: 880) اور المنتظم (1/ 39) میں اور عبدالحی کتانی وخطیب بغدادی نے مسلسل العیدین (ص:40، ط: مکتبۃ الرشد، 1416ھ) میں نقل کیا ہے۔

سندحدیث: ذیل میں ہم ابن الجوزی کی سند ذکر کر کے اس پر اور دیگر اسانید پر کلام کریں گے، سند ملاحظہ فرمائیں:

وقال ابن الجوزي في العلل المتناهية (2/ 534، رقم: 880): أخبرنا محمد بن ناصر وسعد الخير بن محمد، قالا: نا نصر بن أحمد بن البطر، قال: نا أبو الحسن محمد بن أحمد بن رزقويه، قال: نا عثمان بن أحمد الدقاق، قال: أخبرنا أبو [القاسم] إسحاق بن إبراهيم بن سنين الختلي، قال: نا العلاء بن عمرو الخراساني أبو عمرو، قال: نا عبد الله بن الحكم البجلي، قال أبو عمرو: فشككت في شيء من هذا الحديث، فكتبته من الحسن بن يزيد، وكنت سمعته والحسن عن عبد الله بن الحكم، قال: نا القاسم بن الحكم العرني، عن الضحاك، عن ابن عباس، أنه سمع النبي صلى الله عليه وسلم.

علامہ منذری کا اس سند پر تبصرہ:

علامہ منذری نے الترغیب والترہیب (2 / 62) میں اس سند کے بارے میں فرمایا: **وليس في إسناده من أجمع على ضعفه.**

علامہ منذری کی رائے کا جائزہ:

ہم نے علامہ منذری کے مذکورہ بالا تبصرہ کو سامنے رکھ کر اس سند کا جائزہ لیا تو اس سند پر شدید کلام پایا، اس میں القاسم بن الحکم ہیں، اگر چہ ان کی توثیق کی گئی ہے لیکن ابن حبان نے ان کو نا قابل احتجاج قرار دیا ہے اور حافظ ابن حجر نے صدوق فیہ لین فرمایا ہے، جب کہ ضحاک نہ صرف ضعیف ہیں بلکہ ضحاک اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے درمیان انقطاع بھی ہے، نیز متعدد راوی مجہول اور ضعیف ہیں اور متن میں وضع کے آثار واضح ہیں، ابن حبان اس متن کو باطل قرار دے چکے ہیں اور کنانی نے تنزیہ الشریعہ میں ذکر کیا ہے، کما تقدم، یہی وجہ ہے کہ ابن الجوزی نے اسے موضوعات اور العلل میں ذکر کیا ہے اور فرمایا: **هذا حديث لا يصح.** ابن الجوزی نے مزید فرمایا کہ اس کی سند میں ضحاک ضعیف ہے، قاسم بن الحکم مجہول ہے اور علاء بن عمر وخراسانی کے بارے میں ابن حبان نے فرمایا: **لا يجوز الاحتجاج به.**

علامہ ابن عراق کنانی نے ابن الجوزی کے اس کلام کو نقل کر کے فرمایا: **قوله في القاسم بن الحكم: مجهول، ممنوع.** یعنی قاسم بن حکم کو مجہول کہنا درست نہیں۔ قاسم مجہول نہیں آگے ہم قاسم کا ترجمہ ذکر کریں گے۔

مختلف طرق حدیث کا جائزہ اور انقطاع کا بیان:

اس حدیث کو ابن الجوزی نے **القاسم بن الحكم العرني عن الضحاك** کے طریق سے نقل کیا ہے یعنی اس طریق میں قاسم بن حکم ضحاک سے براہ راست نقل کرتے ہیں، ان کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے، جب کہ ابن عساکر، بیہقی، خطیب بغدادی اور کتانی نے **القاسم بن الحكم العرني، حدثنا هشام بن الوليد، عن حماد بن سليمان السدوسي البصري، شيخ لنا يكنى أبا الحسن** کے طریق سے نقل کیا ہے، گویا یہ حضرات قاسم بن حکم اور ضحاک کے درمیان ''ہشام بن ولید، حماد بن سلیمان سدوسی'' دو واسطے بھی ذکر کرتے ہیں، جب کہ حماد بن سلیمان سدوسی بصری کا تعارف بظاہر ''شیخ لنا یکنی أبا الحسن'' کے الفاظ سے کرایا ہے، لیکن فاکہی کے ذکر کردہ طریق سے یہ بات واضح ہے کہ حماد بن سلیمان ایک شیخ سے نقل کرتے ہیں جن کی کنیت ابوالحسن ہے اور فاکہی نے اپنے استاد سے صراحت کردی ہے کہ یہ شیخ ابوالحسن جو یبر ہیں، اس طرح گویا تین واسطے ہو جاتے ہیں۔ ابوالحسن جو یبر ضعیف ومتروک راوی ہے، تفصیل آگے آرہی ہے۔

اس طریق کا معضل ہونا:

گویا ابن الجوزی کے طریق میں قاسم بن حکم اور ضحاک کے درمیان انقطاع ہے، چناں چہ اس اعتبار سے یہ طریق معضل بھی ہے کہ سند سے مسلسل تین راوی ساقط کیے گئے ہیں، قاسم بن حکم اور ضحاک دونوں کے سنِ وفات میں تقریبا ایک سو آٹھ (108) سال کا فرق ہے، جب کہ فاکہی، بیہقی اور ابن عسا کر نے ان کے درمیان تین واسطے نقل کر کے اس انقطاع پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔

ہشام بن الولید اور حماد بن سلیمان سدوسی بصری کا ترجمہ دستیاب نہ ہو سکا، یہ دونوں مجہول ہیں، بظاہر اس روایت کی شدید نکارت کی ذمہ داری ان دونوں میں سے کسی ایک پر ہوگی۔

ضحاک بن مزاحم اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے درمیان انقطاع:

پھر اس روایت میں ایک اور انقطاع بھی ہے اور وہ ضحاک بن مزاحم اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے درمیان ہے، اس لیے کہ کبار ائمۂ جرح وتعدیل نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ ضحاک بن مزاحم کا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لقاء وسماع ثابت نہیں، ابن حبان نے فرمایا کہ کسی بھی صحابی سے ان کی ملاقات ثابت نہیں، جس نے بھی یہ دعوی کیا کہ ان کی ملاقات ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہوئی ہے تو اسے وہم ہوا ہے، حافظ ابن حجر نے بھی ان کے تابعی نہ ہونے کی صراحت کی ہے۔ خود ضحاک سے بھی عدم سماع کا اقرار مروی ہے، عبد الملک بن میسرہ کہتے ہیں میں نے ضحاک سے پوچھا کہ کیا تم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع کیا؟ ضحاک نے کہا کہ نہیں۔

ضحاک بن مزاحم اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے درمیان عدم لقاء وعدم سماع یعنی انقطاع کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: **(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم (8/ 460)، الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة للذهبي (1/ 509)، الضعفاء والمتروكين لابن الجوزي (2/ 60)، الثقات لابن حبان (6/ 480)، المراسيل لابن أبي حاتم (ص: 94-96)، تحفة التحصيل في ذكر رواة المراسيل للعراقي (ص: 15).**

کتبِ علل وموضوعات میں تذکرہ:

لگتا ہے کہ ان تمام علتوں کے پیش نظر ہی ابن الجوزي نے **العلل المتناهية، كتاب الصيام، حديث في تزيين الجنة لصوام رمضان وثوابهم** (2/ 534) میں اس حدیث کو نقل کرنے سے قبل ہی فرمایا: **وقد روي لنا هذا الحديث بألفاظ أخر من طريق ما تصح أيضا** اور (2/ 536) میں اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد:

وهذا حديث لا يصح فرمایا ہے، جب کہ ابن عراق کنانی نے بھی تنزیه الشريعة المرفوعة عن الأحاديث الشنيعة الموضوعة، الفصل الأول (2/ 173) میں ابن الجوزی کے مذکورہ بالاقول: وقد روي لنا هذا الحديث بألفاظ أخر من طريق ما تصح أيضا کونقل کر کے اس کے موضوع ہونے کی اشارہ کیا ہے۔

ذیل میں ہم مذکورہ بالا رواۃ (القاسم بن الحکم، ابوالحسن جویبر اور ضحاک بن مزاحم) پر ائمۂ جرح وتعدیل کی طرف سے کیے گئے کلام کوذکر کریں گے تا کہ حدیث کی اسنادی حیثیت مزید منقح ہو کر سامنے آجائے۔

القاسم بن الحکم عرنی پر ائمۂ جرح وتعدیل کا کلام:

امام احمد، یحیی، ابوخیثمہ، خلف بن سالم، محمد بن عبداللہ بن نمیر اور نسائی وغیرہ نے فرمایا: ثقة۔

ابوحاتم نے فرمایا: محله الصدق، يكتب حديثه، ولا يحتج به.

ابن حبان نے فرمایا: مستقيم الحديث.

ابوزرعہ اور ذہبی نے فرمایا: هو صدوق.

ابن حجر نے فرمایا: صدوق فيه لين.

القاسم بن الحکم عرنی کے ترجمہ اور مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الجرح والتعديل لابن أبي حاتم (1/ 109)، موسوعة أقوال الإمام أحمد في الجرح والتعديل (3/ 141)، الثقات لابن حبان (16/9)، الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة للذهبي (2/ 127)، ذكر من تكلم فيه وهو موثق للذهبي (ص: 153)، تاريخ الإسلام للذهبي (143/5)، ميزان الاعتدال للذهبي (370/3)، بحر الدم لابن المبرد (ص: 127)، تهذيب الكمال للمزي (345/23)، تهذيب التهذيب لابن حجر (280/8)، تقريب التهذيب لابن حجر (ص: 449).

العلاء بن عمرو خراسانی پر کلام:

ابن حبان نے المجروحین (2/ 185) میں فرمایا: شيخ يروي عن أبي إسحق الفزاری العجائب، لا يجوز الاحتجاج به بحال. علامہ ذہبی نے دیوان الضعفاء (ص: 280) میں یہی بات نقل کی ہے۔

ابوالحسن جویبر بن سعید بلخی پر ائمۂ جرح وتعدیل کا کلام:

جویبر کی کنیت ابوالقاسم بھی نقل کی گئی ہے۔ يقال: كنيته أبو القاسم.

امام بخاری نے فرمایا: جويبر بن سعيد البلخي عن الضحاک، قال علي عن يحيى: كنت أعرف

جويبرا بحديثين ثم أخرج هذه الأحاديث بعد، فضعف.

امام وکیع جب بھی سفیان کی جویبر سے روایت بیان کرتے تو جویبر کی تضعیف میں مبالغہ کے طور پر اس کا نام لیے بغیر فرماتے: سفیان عن رجل۔ یحیی بن معین نے فرمایا: جويبر [ليس بشئ] ضعيف، ما أقربه من عبيدة الضبي ومحمد بن سالم وجابر الجعفي.

ابوحاتم اور ابوزرعہ نے فرمایا: ليس بالقوي.

امام نسائی، علی بن جنید، دارقطنی اور ذہبی نے فرمایا: متروك الحديث.

ابن عدی نے فرمایا: والضعف على حديثه ورواياته بين.

عبداللہ نے اپنے والدعلی بن مدینی سے جویبر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جویبر کی شدید تضعیف کی اور فرمایا: جويبر أكثر على الضحاك، روى عنه أشياء مناكير.

یعقوب بن سفیان نے باب من يرغب عن الرواية عنهم میں جویبر کا ذکر کیا ہے۔

ابن حبان نے فرمایا: يروي عن الضحاك أشياء مقلوبة.

حاکم ابواحمد نے فرمایا: ذاهب الحديث.

حاکم ابوعبداللہ نے فرمایا: أنا أبرأ إلى الله من عهدته.

حافظ ابن حجر نے فرمایا: ضعيف جدا.

ابوالحسن جویبر بن سعید بلخی کے ترجمہ اور مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (التاريخ الكبير (2/ 257)، والضعفاء الصغير للبخاري (ص: 31)، الجرح والتعديل لابن أبي حاتم (2/541)، الضعفاء والمتروكين للنسائي (ص: 163)، الضعفاء والمتروكين لابن الجوزي (1/ 177)، الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي (2/ 122)، الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة للذهبي (1/ 298)، ديوان الضعفاء للذهبي (ص: 68)، تقريب التهذيب لابن حجر (ص: 143)، تهذيب التهذيب لابن حجر (2/106).

ضحاک بن مزاحم پر ائمۂ جرح وتعدیل کا کلام:

امام احمد بن حنبل نے فرمایا: الضحاك بن مزاحم ثقة مأمون. رجل ثقة، رجل [صالح] صاحب سنة.

امام یحیی بن معین، ابوزرعہ اور عجلی وغیرہ نے فرمایا: ثقة.

علامہ ذہبی نے فرمایا: وليس بالمجود لحديثه، وهو صدوق في نفسه. وهو حسن الحديث، احتج به أصحاب السنن.

حافظ ابن حجر نے فرمایا: صدوق كثير الإرسال.

امام یحیی بن سعید، شعبہ، ابن عدی، عقیلی اور ابن الجوزی وغیرہ نے تضعیف کی ہے۔

ضحاک بن مزاحم کے ترجمہ اور مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (العلل ومعرفة الرجال لعبد الله بن أحمد (2/ 309)، الجرح والتعديل لابن أبي حاتم (8/ 459، 460)، معرفة الثقات للعجلي (1/ 472)، الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي (2/ 98، 100)، الضعفاء للعقيلي (2/ 218)، المغني في الضعفاء للذهبي (ص: 148)، سير أعلام النبلاء للذهبي (4/ 59)، ديوان الضعفاء للذهبي (ص: 198)، تقريب التهذيب لابن حجر (ص: 280)، تهذيب التهذيب لابن حجر (4/ 397-398)، الضعفاء والمتروكين لابن الجوزي (2/ 60)، الثقات لابن حبان (6/ 480)، المراسيل لابن أبي حاتم (ص: 94-96)، الجرح والتعديل لابن أبي حاتم (2/ 158) و (8/ 459)، تهذيب الكمال للمزي (13/ 291-297).

حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (طریق ثانی، طریق محمد بن ابراہیم دمشقی):

اسی معنی کی ایک اور روایت ہے جس کو مختصر الفاظ کے ساتھ بیہقی نے شعب الایمان (5/ 238، رقم الحدیث: 3359) میں اور شجری نے امالی (1/ 287 اور 2/ 12) میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے، دونوں نے "محمد بن إبراهيم بن العلاء الشامي، ثنا أحمد بن محمد بن أخي سوار القاضي، عن الأوزاعي، عن عطاء بن أبي رباح، عن ابن عباس" کے طریق سے مختصر نقل کیا ہے۔

سند حدیث: امام بیہقی کی ذکر کردہ سندِ حدیث ملاحظہ فرمائیں: أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، ثنا الإمام أبو بكر بن إسحاق، ثنا محمد بن محمد بن حيان، ثنا نصر بن علي، ثنا محمد بن إبراهيم بن العلاء الشامي، ثنا أحمد بن محمد بن أخي سوار القاضي، عن الأوزاعي، عن عطاء بن أبي رباح، عن ابن عباس رضي الله عنهما مرفوعا.

اس حدیث کو نقل کر کے امام بیہقی نے فرمایا: قال أبو عبد الله الحافظ: لم نكتبه من حديث الأوزاعي عن عطاء بن أبي رباح إلا بهذا الإسناد، قال: ورأيته بإسناد آخر من حديث الشاميين من غير حديث

الأوزاعي عن عطاء. قال أحمد: في إسناده ضعف، وكذلك فيما بعده.

محمد بن ابراہیم دمشقی پر ائمۂ جرح وتعدیل کا کلام:

اس کی سند میں ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن العلاء دمشقی الزاہد ہے، جس کو ابن عدی نے "منکر الحدیث"، دارقطنی نے "کذاب" اور ابن حبان نے "کذاب ووضاع" قرار دیا ہے، حاکم اور نقاش نے کہا کہ یہ من گھڑت روایات نقل کرتا ہے، جب کہ محمد بن ابراہیم بن العلاء دمشقی کا استاذ احمد بن محمد بن اخی سوار القاضی کا ترجمہ دستیاب نہ ہوسکا، علامہ مزی نے تہذیب الکمال (24/325) میں محمد بن ابراہیم شامی کے شیوخ کے ضمن میں ان کا صرف نام ذکر کیا ہے، بظاہر یہ مجہول راوی ہے۔

ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن العلاء دمشقی الزاہد کے ترجمہ اور مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: **(تهذيب الكمال (325/24)، المجروحين لابن حبان (301/2)، الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة للذهبي (154/2)، المغني في الضعفاء للذهبي (544/2)، تاريخ الإسلام للذهبي (1210/5)، ديوان الضعفاء للذهبي (ص: 340)، تهذيب التهذيب لابن حجر (13/9).**

ڈاکٹر حاتم بن عارف عونی کا قول:

معاصر اہل علم میں سے ڈاکٹر حاتم بن عارف عونی نے (مشیخۃ أبي طاہر ابن أبي الصقر: 1/145، تحت رقم الحدیث: 67، ط: مکتبۃ الرشد، الریاض پر اپنی تعلیقات میں اس سند کو مذکورہ بالا وجہ سے شدید ضعیف قرار دیا ہے۔

خلاصہ: محمد بن ابراہیم پر ائمۂ جرح وتعدیل کا کلام دیکھ کر یہ روایت بھی شبہ موضوع لگتی ہے، بظاہر اس کے وضع کی ذمہ اسی پر ہے۔

پوری بحث کا خلاصہ:

بندہ کی ناقص تلاش وجستجو اور ایک ہفتہ مسلسل کتب کی مراجعت سے اس حدیث کے پانچ طرق دستیاب ہوئے، جن میں سے پہلا طریق موضوع ہے، دوسرا طریق شبہ موضوع ہے، تیسرا طریق شدید ضعیف ومنکر بلکہ شبہ موضوع ہے، چوتھا طریق منقطع ومعضل بلکہ شبہ موضوع ہے اور پانچواں طریق بھی شدید ضعیف بلکہ شبہ موضوع ہے۔

ہذا وصلی اللہ علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ وأصحابہ وأزواجہ وذریتہ وبارک وسلم۔

اہلیتِ مفتی کی شرائط اور مصنوعی ذہانت

ڈاکٹر مبشر حسین رحمانی

اہلیت مفتی کی شرائط اور مصنوعی ذہانت:

عمومی طور پر تخصص کے طلبہ اصول الافتاء کے لیے جن کتابوں کو سالِ اول میں پڑھتے ہیں ان میں" شرح عقود رسم المفتی - امام محمد امین ابن عابدین الشامیؒ"، اور" اصول الافتاء وآدابہ - حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم" وغیرہ شامل ہیں۔ ان کُتب میں اہلیت مفتی کی شرائط درج ہیں، جن میں سے کچھ یہ ہیں:

(۱) بالغ ہونا، (۲) عاقل ہونا، (۳) عالم ہونا، (۴) تجربہ کار ہونا، (۵) عادل ہونا، (۶) علماء کا اس پر اعتماد کرنا (حوالہ: اصول الافتاء وآدابہ، حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی کتاب کا آسان ترجمہ وتشریح یعنی فتویٰ: تعارف، اصول، آداب، حضرت مفتی محمد منصور احمد صاحب، صفحہ ۱۷۷، ادارہ اسلامیات، لاہور)۔

نیز اہلیتِ مفتی کی شرائط کے تحت یہ بھی درج ہے کہ:

"ایسے شخص کیلئے فتویٰ دینا جائز نہیں ہے جس نے ماہر اساتذہ سے علم فقہ حاصل نہ کیا ہو بلکہ از خود ہی فقہی کتابوں کا مطالعہ کیا ہو، اسی طرح اس شخص کیلئے بھی فتویٰ دینا جائز نہیں ہے جس نے علم فقہ تو اساتذہ سے پڑھا ہو، جب تک اس کو ایسا ملکہ اور صلاحیت حاصل نہ ہو جائے جس کے ذریعہ وہ احکام شریعت کے اصول وقواعد اور علل کو جاننے لگے او فتویٰ میں معتبر کتابوں کو غیر معتبر کتابوں سے جدا کر سکے"۔

(حوالہ: اصول الافتاء وآدابہ، حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی کتاب کا آسان ترجمہ وتشریح یعنی فتویٰ: تعارف، اصول، آداب، حضرت مفتی محمد منصور احمد صاحب، صفحہ ۱۷۷، ادارہ اسلامیات، لاہور)۔

قارئین غور فرمائیں کہ مصنوعی ذہانت کی مشین اہلیتِ مفتی کی شرائط میں سے کسی بھی شرط پر پورا نہیں اترتی، مثلاً مصنوعی ذہانت کی "مشین" عاقل، بالغ اور عالم نہیں ہوسکتی اور ان تمام صفات کے لیے "انسان" ہونا ضروری ہے۔ نیز فتویٰ نویسی کے لیے انسان ہونے کی شرط کوئی اچھنبے کی بات نہیں ہے۔ مثلاً دنیا کے مستند اور بڑے سائنسی تحقیقی ادارے، یونیورسٹیاں، کمپیوٹر سائنس کی تدریسی و تحقیقی سوسائیٹیز، معیاری سائنسی پبلیشرز، معیاری کانفرنس، کمیٹی آن پبلیکیشن اتھکس یعنی کوپ، ورلڈ ایسوسی ایشن آف میڈیکل ایڈیٹرز (ویمی)، اور دیگر عالمی معیار کے معتبر

اور مصنوعی ذہانت کے ماہرینِ فن، سائنسدان و محققین بالاتفاق مصنوعی ذہانت کو بطور مصنف تسلیم نہیں کرتے اور مصنوعی ذہانت، جنریٹیوائے آئی، چیٹ باٹس، اور دیگر سافٹ ویئرز کے بطور مصنف تحقیقی مقالوں میں شامل ہونے کی اجازت نہیں دیتے اور اس کے لیے پالیسیاں مرتب اور نافذ کر چکے ہیں۔تفصیل کے لیے قارئین یہ حوالہ دیکھیں" مصنوعی ذہانت بطور مصنف؟، دارالعلوم دیوبند کا ترجمان ماہنامہ دارالعلوم، جولائی ۲۰۲۵"۔ہم اختصار کے لیے صرف درجِ ذیل دومثالوں پر اکتفا کرتے ہیں:

کمیٹی آن پبلیکیشن ایتھکس یعنی کوپ مصنوعی ذہانت کے مصنف ہونے کے بارے میں یہ رائے رکھتی ہے۔

"مصنوعی ذہانت کے ٹولز مصنف ہونے کے تقاضوں پر پورا نہیں اترتے کیونکہ وہ جمع کرائے گئے کام کی ذمہ داری نہیں لے سکتے۔ بطور نان لیگل اداروں کے طور پر، وہ مفادات کے تصادم کی موجودگی یا عدم موجودگی پر زور نہیں دے سکتے اور نہ ہی کاپی رائٹ اور لائسنس کے معاہدوں کا نظم ونسق کر سکتے ہیں"۔

ایسوسی ایشن فار کمپیوٹنگ مشینری (اے سی ایم) جو کہ دنیا کی سب سے بڑی سائنسی و تدریسی کمپیوٹر سوسائٹی ہے۔اے سی ایم پچاس سے زائد کمپیوٹر سائنسی کے سائنسی جریدے شائع کرتی ہے جن میں دنیا کے بہترین سائنسی جرائد بھی شامل ہیں۔ انہی سائنسی جرائد میں سے ایک" اے سی ایم/آئی ای ای ای ٹرانزیکشن آف نیٹ ورکنگ" بھی شامل ہے جو کہ کمپیوٹر سائنس کا ایک نہایت اعلیٰ معیار کا عالمی سائنسی جریدہ ہے۔ٹیورنگ ایوارڈ، جسے کمپیوٹر سائنس کا نوبل پرائز بھی کہا جاتا ہے، یہ بھی ہر سال اے سی ایم ہی دیتی ہے جس کی مالیت ایک ملین امریکی ڈالر، تقریباً ستائیس کروڑ پاکستانی روپے، کے برابر ہوتی ہے۔اے سی ایم کی واضح پالیسی ہے کہ کوئی بھی جنریٹیو مصنوعی ذہانت کے ٹولز (آلات وسافٹ ویئر) کو بطور مصنف کسی بھی صورت شامل نہیں کیا جاسکتا۔نیز، اے سی ایم واضح طور پر کہتی ہے کہ اے سی ایم کے سائنسی جرائد میں مقالے جمع کروانے والے" قابلِ شناخت انسان ہونے چاہییں"، "جنہوں نے سائنسی تحقیقی مقالے میں خاطر خواہ کام انجام دیا ہو"، اور" جو کہ شائع شدہ سائنسی تحقیقی مقالے میں شائع شدہ مواد کی مکمل ذمہ داری لیتے ہوں"۔

جب پوری سائنسی دنیا مصنوعی ذہانت کو بطور مصنف تسلیم نہیں کرتے اور اس کے" انسان" ہونے کی شرط لازمی لگاتے ہیں تو پھر ان مصنوعی ذہانت کی مشینوں سے فتویٰ نویسی کا کام کیسے لیا جاسکتا ہے؟

اجتہادِ جدید، فتویٰ نویسی اور مصنوعی ذہانت:

بعض حضرات مصنوعی ذہانت سے اجتہادِ جدید اور فتویٰ نویسی جیسے کام کروانے کی سوچ رکھتے ہیں۔ہم بس اتنی

بات کرنا چاہیں گے کہ وہ مندرجہ ذیل اقتباس ملاحظہ فرمائیں اوراس کومصنوعی ذہانت کے تناظر میں پڑھیں:

"بعض حضرات فقہ اسلامی کی عصری تطبیق اور تصویرِ مسئلہ کی خارجی تمثیل کو جدید مسائل کا نام دیتے ہوئے خودرائی اور اجتہادِ جدید کی طرف لپکنے لگ جاتے ہیں، حالانکہ اب تک جدید کہے جانے والے تقریباً تمام مسائل کا حل فقہی فروع یا اُصول وقواعد کی صورت میں ہی بتایا گیا ہے، اس بابت یہ یادرکھنا چاہیے کہ مسائل یا احکام نئے نہیں ہوتے، بلکہ ان کی صورتیں نئی ہوتی ہیں، فقہاء زمانہ کا کام ہوتا ہے جدید صورتوں کی قدیم فقہ کے ساتھ تطبیق کرنا، قدیم فقہاء کے اجتہادات کی بدولت فقہ ابداعی، تطبیقی اور تقدیری ہمارے سامنے آچکی ہے۔ ہمارا اجتہاد ان کے اجتہاد سے پائیدار نہیں ہوسکتا، اس لیے بلا وجہ فقہ قدیم سے جدید مسائل کے نام پر عدول کرنا نامعقول امر ہے۔ ہاں! اگر ایسی صورت پیش آجائے جس کا فقہ قدیم کے ذخیرہ میں نصاً، اصولاً، فرعاً، اثباتاً یا نفیاً کوئی حل نہ ملتا ہوتو اس کے حل کے لیے فقہاء امت کے وضع کردہ اُصولوں کی روشنی میں متدین ومتعبد علماء کی مجلسِ مشاورت منعقد کی جائے گی اور وہ مجلس ایسی مشکلات میں اُمت کی دینی رہنمائی کرے گی۔ ایسے مسائل ان کے حل کے لیے رہنما اصول اور اجتہاد کے اصول وشرائط سے متعلق حضرت علامہ محمد یوسف بنوریؒ کے چندگراں قدر مقالات جوفتاویٰ بینات کے شروع میں مقدمہ کے طور پر شامل ہیں، ان سے استفادہ کیا جاسکتا ہے"۔ (حوالہ: حضرت مفتی رفیق احمد بالاکوٹی صاحب دامت برکاتہم، فقہ اور اُصولِ فقہ کی تدریس ! مسالکِ اربعہ میں ائمہ کے اختلاف کے بنیادی اجتہادی اُصول -تیسری اورآخری قسط، ماہنامہ بینات، جون ۲۰۱۹)

تفقہ فی الدین، منصب افتاء اور مصنوعی ذہانت:

فتویٰ نویسی پر ہم محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کا ایک اقتباس نقل کرتے ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ فتویٰ نویسی بچوں کا کھیل نہیں۔ قارئین سے گزارش ہے کہ اس اقتباس کو"مصنوعی ذہانت" کے تناظر میں پڑھیں۔

"بہر حال تفقہ فی الدین اور"افتاء" کے بلند منصب پر ہر زید وعمرو کو فائز نہیں کیا جاسکتا، نہ ابوالفضل اور فیضی مزاج کے لوگوں کو اس پر براجمان کیا جاسکتا ہے، ہمارے ملک میں ہزاروں علماء، ہزاروں مؤلف اور ہزاروں مبلغ موجود ہیں لیکن ایسے حضرات بس چند گنے چنے ہی ہوں گے جنہیں تفقہ کا منصب جلیل حاصل ہے اور امت ان کے علم وعمل پر اعتماد رکھتی ہے، فتویٰ نویسی بچوں کا کھیل نہیں کہ ہر شخص کو اس کا اہل سمجھا جائے، اگرچہ اسلامی حکومت کی سرپرستی نہ ہونے کی وجہ سے آج کل برساتی کیڑوں کی طرح نام نہاد فتویٰ نویسوں کا سیلاب امنڈنا شروع ہوگیا ہے جس کے ہاتھ میں قلم ہے اور اس نے الٹے سیدھے چند سیاہ حروف پڑھ لئے ہیں وہ مفتی بن بیٹھا ہے اور خلق خدا کو گمراہ کرکے اپنے نامہ عمل کی سیاہی میں اضافہ کررہا ہے۔ لیکن امت مسلمہ کے ایک عامی شخص تک میں بھی ابھی اتنا شعور موجود

ہے کہ وہ واقعی مفتی اور "مصنوعی مفتی" کے درمیان اور صحیح عالم اور "عالم نما جاہل" کے درمیان تمیز کر سکے۔" (حوالہ: محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ، بصائر وعبر: ۱/ ۱۶، ۱۷، طبع: مکتبہ بینات، جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی)۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی قدس سرہ اکثر فرمایا کرتے تھے:

"محض فقہی کتابوں کے جزئیات یاد کر لینے سے انسان فقیہ یا مفتی نہیں بنتا؛ میں نے ایسے بہت سے حضرات دیکھے ہیں جنہیں فقہی جزئیات ہی نہیں، ان کی عبارتیں بھی ازبر تھیں، لیکن ان میں فتویٰ کی مناسبت نظر نہیں آئی۔ وجہ یہ ہے کہ درحقیقت "فقہ" کے معنیٰ "سمجھ" کے ہیں اور فقیہ وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے دین کی سمجھ عطا فرمادی ہو اور یہ سمجھ محض وسعت مطالعہ یا فقہی جزئیات یاد کرنے سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ اس کے لیے کسی ماہر فقیہ کی صحبت اور اس سے تربیت لینے کی ضرورت ہے"۔ (حوالہ: حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم، میرے والد میرے شیخ، صفحہ: 65، ادارۃ المعارف کراچی)۔

سوال یہ ہے کہ مصنوعی ذہانت کی مشینوں میں دین کی "سمجھ" کہاں سے آئے گی؟ نیز ان مشینوں کو اکابر مفتیانِ کرام کی صحبت کیسے نصیب ہوگی؟ ان مشینوں میں اخلاص، للّٰہیت، تقویٰ، اور دیگر فضائل کیسے آئیں گے؟ اسی بات کو اکبر الہ آبادی مرحوم نے بھی کہا ہے:

کورس تو لفظ ہی سکھاتے ہیں آدمی، آدمی بناتے ہیں

ہمارے اکابرین صرف فقہی جزئیات کی عبارتیں ازبر کرنے اور وسعت مطالعہ سے کسی کو مفتی نہیں سمجھتے تھے۔ آج یہ پھر کیسے سمجھا جا سکتا ہے کہ مصنوعی ذہانت کی مشینیں فتویٰ نویسی کا کام کر سکتی ہیں؟ جو صاحبانِ علم مصنوعی ذہانت کو خود استعمال کر رہے ہیں اور عوام الناس کو بھی اس کے استعمال کی ترغیب دے رہے ہیں کیا ان صاحبانِ علم کی یہ ذمہ داری نہیں کہ وہ عوام الناس کو متقی باعمل مفتیانِ کرام کی طرف رجوع کرنے کی ترغیب دیں اور خود بھی مصنوعی ذہانت کو فتویٰ نویسی میں استعمال کرنے سے گریز کریں؟

وفاق المدارس العربیہ پاکستان: ایک وسیع نظام کا جامع جائزہ

تاریخی سفر، حالیہ پیش رفت اور ۲۰۲۵ء کے اعداد وشمار

تحریر: صاحبزادہ مولانا طلحہ رحمانی
(میڈیا کوآرڈینیٹر وفاق المدارس العربیہ)

پاکستان میں مدارس دینیہ کے سب بڑے تعلیمی وامتحانی بورڈ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحت اس وقت جو مدارس وجامعات ملحق ہیں، ان کی تعداد ستائیس ہزار تین سو اٹھاون (27358) ہے۔ وفاق المدارس سے نئے ملحق مدارس کے الحاق ہر سال نئے تعلیمی سال کے آغاز یعنی شوال سے شروع ہو کر تیس ربیع الاول تک اختتام پذیر ہوتے ہیں۔ جدید ملحق مدارس کو الحاق کے ساتھ نئے داخلوں کی سہولت بھی دی جاتی ہے۔ ہر سال قدیم وجدید مدارس کی لسٹوں کا اندراج تمام کوائف وغیرہ کے ساتھ کیا جاتا۔ جس میں پڑھنے والے طلباء وطالبات، پڑھانے والے اساتذہ واسٹاف کی تعداد سمیت دیگر تمام ضروری اندراجات وفاق المدارس کے مرکزی دفتر کے جدید سسٹم میں اپ ڈیٹ بھی ہوجاتا ہے۔ الحمدللہ امسال 1446 / 47ھ موافق 2025ء میں جو نئے مدارس ملحق ہوئے ہیں ان کی تعداد پندرہ سو (1500) سے زائد ہے۔۔ وفاق المدارس سے ملحق جامعات اور مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء وطالبات کی جو تعداد ہمارے مرکزی سسٹم میں موجود ہے وہ تیس لاکھ سے زائد بنتی ہے۔ جبکہ ان میں خدمات انجام دینے والے علماء واساتذہ اور عملہ کی تعداد تقریباً ڈھائی لاکھ سے زائد ہے۔ وفاق المدارس کا قیام 1959ء میں عمل میں آیا تھا۔ اور 1960ء کا سال تھا، جب باقاعدہ ادارہ کے تحت پہلا سالانہ امتحان منعقد ہوا۔ جس میں ایک سو دو (102) مدارس کے طلباء نے دورۂ حدیث شریف کا امتحان دیا۔ یوں الحمدللہ ایک تاریخی سفر کا مبارک آغاز ہوا۔ اور اب 2025ء گزر چکا ہے۔ اکابر واسلاف امت کی قیادت وسیادت میں تقریباً سڑسٹھ (67) سال کا ایک مبارک سفر طے ہوا۔ تسلسل اور تواتر کے ساتھ وفاق المدارس کا مثالی نظام امتحان آج بھی اکابر وفاق کی زیر نگرانی ان ہی زرّیں اصولوں اور قواعد وضوابط اور منہج پر جاری ہے۔ ابتدائی کئی برسوں تک صرف درجہ عالمیہ یعنی دورۂ حدیث شریف کا امتحان وفاق المدارس کے تحت ہوتا تھا۔ پھر اسّی (80) کی دہائی میں بتدریج دیگر درجات کا اضافہ ہوتا گیا۔ جس میں مڈل کلاس تک درجہ متوسطہ کے نام سے اپنا مرتب کردہ عصری نصاب کا بھی

اضافہ کیا گیا۔اس وقت مجموعی طور پر بنین یعنی طلباء کے جن درجات کا سالانہ امتحان وفاق المدارس کے تحت ہوتا ہے ان کی تعداد آٹھ (8) ہے۔

1994ء میں وفاق المدارس نے بچیوں کی دینی تعلیم کیلئے مدارس بنات کا ایک نصاب ترتیب دے کر اپنے مثالی نظم امتحان کا آغاز کیا۔ ابتداء میں مدارس بنات کا نصاب چار سالہ تھا جو تقریباً بیس برس سے زائد عرصہ تک برقرار رہا۔ بعد میں ایچ ای سی کے ساتھ معاہدہ کے بعد اس نصاب کی میعاد چھ سال کر دی گئی تا کہ مدارس بنات کی درجہ عالمیہ کی سند کو بھی ایم اے کے مساوی تسلیم کیا جائے۔جن طالبات نے سابقہ چار سالہ نصاب پڑھا تھا ان کی سہولت کے لئے دو سالہ قدیم فاضلات کے نام سے وفاق المدارس نے اپنے امتحان میں ترتیب بنائی۔ جو اس وقت بھی جاری ہے۔اس طرح بنات یعنی طالبات کے چھ درجات اور قدیم فاضلات کے دو سالہ کو شامل کریں تو ان کی تعداد بھی آٹھ بنتی ہے۔

اسی طرح وفاق المدارس کے درجہ تحفیظ کے امتحان کا نظم بھی تقریباً 1984ء میں شروع کیا گیا۔ وفاق المدارس سے ملحق مکاتب قرآنیہ کی تعداد کافی زیادہ ہے،اس میں وہ اسکول بھی شامل ہیں جن میں دینی وعصری تعلیم ایک ساتھ دی جاتی ہے۔شعبہ تحفیظ بنین و بنات کا سالانہ امتحان دینے والوں کی تعداد میں بھی بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔ چند برس قبل پاکستان میں سب سے زیادہ حفاظ وحافظات تیار کرنے پر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کو سعودی حکومت کی جانب سے ایک امتیازی اعزاز سے نوازتے ہوئے عالمی ایوارڈ دیا گیا۔جس برس یہ ایوارڈ دیا گیا تھا اس سال شعبہ تحفیظ کا امتحان دینے والوں کی تعداد تقریباً چھپن (56) ہزار تھی۔ جو الحمدللہ اب ایک لاکھ پندرہ ہزار سے تجاوز کر گئی ہے۔

اسی طرح چند برس قبل بنین و بنات (طلباء و طالبات) کے لئے دو سالہ مختصر نصاب دراسات دینیہ کا آغاز بھی وفاق المدارس نے کیا۔اس کورس سے بھی ہزاروں افراد مستفید ہوئے،دراسات دینیہ کا سالانہ امتحان دینے والوں کی تعداد میں بھی دیگر درجات کی طرح مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ کورس ان حضرات وخواتین کے لئے ترتیب دیا گیا جو زندگی کے دیگر شعبوں میں مصروف ہونے کی وجہ سے اپنے آپ تفصیلی علم کے حصول کے لئے فارغ نہیں کر سکتے، تا کہ ایسے افراد بھی بنیادی دینی علوم سے بہرہ مند ہو سکیں۔

اسی طرح چند برس قبل تجوید للحفاظ والحافظات اور تجوید للعلماء والعالمات کا آغاز کیا گیا۔اس کے لئے بھی ایک جامع نصاب مرتب کیا گیا۔اس شعبہ میں بھی امتحان دینے والوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔تجوید کے ان دونوں درجات یعنی حفاظ وحافظات اور علماء والعالمات کے بھی سالانہ امتحان میں چھ روزہ پرچے ہوتے ہیں۔ وفاق

المدارس العربیہ پاکستان کے تحت سالانہ امتحانات شعبہ تحفیظ اور درجات کتب کے الگ الگ ہوتے ہیں۔درجات کتب میں تجوید اور دراسات دینیہ سمیت قدیم فاضلات کا امتحان بھی شامل ہے۔شعبہ تحفیظ کا امتحان ایک روزہ ہوتا ہے۔جس کی تاریخیں ملک بھر کے لئے وفاق المدارس کی امتحانی کمیٹی مقرر کرتی ہے۔ان تاریخوں میں پاکستان کے چاروں صوبوں بشمول آزاد کشمیر وگلگت بلتستان میں مذکورہ تاریخوں میں علاقائی مسؤل تاریخ اور دن کا تعین کرتے ہیں۔ چند برس قبل تک شعبہ تحفیظ کا امتحان انفرادی سطح پر ہوتا تھا۔جس کے مطابق مقررہ ممتحن اعلان شدہ تاریخ میں شامل مدارس کو مطلع کر کے امتحان لینے کے لئے جاتے تھے۔اب چند برس سے الحمدللہ شعبہ تحفیظ کے امتحان کے لئے بھی باقاعدہ امتحانی مراکز قائم کرنے کا کامیاب آغاز ہو چکا ہے۔اس کا ایک مکمل طریقہ کار ہے اور ممتحنین کے ساتھ ممتحن اعلیٰ کا تقرر بھی کیا جاتا ہے۔ہر سینٹر میں کم از کم ڈیڑھ سو سے دوسو طلباء وطالبات شریک ہوتے ہیں۔شعبہ تحفیظ سمیت مذکورہ جن درجات کا سالانہ امتحان وفاق المدارس کے تحت لیا جاتا ہے ان درجات کی تعداد بائیس (22) ہے۔قدیم فاضلات کا امتحان جو گزشتہ چند سال سے ہو رہا ہے اس کو گزشتہ سال ختم کر دیا گیا تھا مگر پھر امتحانی کمیٹی نے اس میں ایک سال کی توسیع کر دی۔اور امسال اس کا آخری سال ہے۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحت عالیشان اور مثالی امتحان کے لئے جو نگران و ممتحن مقرر کئے جاتے ہیں اس کا بھی ایک مکمل طریقہ کار موجود ہے۔جبکہ سینٹر بنانے کے لئے بھی ایک اصولی ضابطہ موجود ہے۔اس ضابطہ کے مطابق امتحانی مراکز کے تمام ضروری انتظامات سے جہاں سینٹر والوں کیلئے ہدایات موجود ہیں، وہیں نگران عملہ کے لئے بھی شرائط موجود ہیں۔ان قواعد وضوابط کی روشنی میں سالانہ امتحانات سے ملک بھر میں اضلاع وڈویژن کی سطح پر صوبائی ناظمین کی زیر نگرانی اور مسؤلین کے زیر انتظام تربیتی نشستوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔یہ نشستیں درجات کتب اور شعبہ تحفیظ دونوں طرز کے نگران و ممتحن حضرات کی رہنمائی کے لئے امتحانات سے چند روز قبل رکھی جاتی ہیں۔ان نشستوں میں برسوں سے رائج جہاں تمام ضروری ہدایات دی جاتی ہیں وہیں بعض انتظامی حوالے سے جزوی تبدیلیوں کی نشاندہی بھی کی جاتی ہیں۔

امسال ہونے والے سالانہ امتحانات میں شعبہ تحفیظ کے امتحانات جاری ہیں۔جبکہ درجات کتب کا بڑے اور اہم مرحلے کا آغاز ان شاءاللہ بروز ہفتہ سترہ (17) جنوری 2026ء سے ہوگا۔جس کا اختتام بروز جمعرات بائیس (22) جنوری 2026ء کو ہوگا۔سالانہ امتحان کی تیاریاں اور تمام ضروری اقدامات مکمل کر لئے گئے ہیں۔جوابی کاپیوں سمیت دیگر ضروری اشیاء کی بروقت ترسیل ہو چکی ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں موجود نگران عملہ کی تربیتی نشستوں کا سلسلہ ملک بھر میں جاری ہے۔مرکزی وصوبائی ذمہ داران اور مرکزی دفتر کے اراکین فعال ہیں۔صوبائی

دفاتر میں آپریشن ڈیسک بنادیئے گئے ہیں۔تمام مسئولین ومنتظمین امتحان کے حوالہ سے رہنمائی کیلئے مستعد ہیں۔

جس طرح پہلے بھی بیان کیا گیا کہ الحمدللہ ہر سال جہاں وفاق المدارس سے ملحق مدارس کی تعداد میں انتہائی اضافہ ہورہا ہے وہیں تیزی سے شرکائے امتحان کی تعداد میں بھی حیران کن اضافہ ہورہا ہے۔بنیادی تعداد میں اضافہ کی مناسبت سے امتحانی مراکز اور نگران عملہ میں بھی اضافہ ناگزیر ہوجاتا ہے۔امسال کے سالانہ امتحانات کے اعداد وشمار کا اجمالی جائزہ اور گزشتہ سال کی نسبت جو اضافہ ہوا ہے اس پر بھی ایک نظر ڈالتے ہیں۔

1) امسال پچیانوے ہزار نو سو اکتیس۔(95931) حفاظ اور بیس ہزار چھ سو چھہتر (20676) حافظات شریک امتحان ہیں۔مجموعی طور پر ایک لاکھ سولہ ہزار چھ سو سات۔(116607) خوش نصیب طلباء وطالبات ہیں جو تکمیل حفظ قرآن کی سعادت حاصل کرنے کے بعد شریک امتحان ہیں۔

2) گزشتہ سال کی نسبت مجموعی طور تین ہزار چار سو آٹھ (3408) طلباء وطالبات کا اضافہ ہوا ہے۔اتنی بڑی تعداد میں قرآن کے حافظ وحافظات تیار کرنا یقیناً مدارس دینیہ ومکاتب قرآنیہ کی عالیشان خدمات کا مظہر ہے۔جو یقیناً ملک کے لئے بھی باعث خیر وبرکت ہے اور رحمت وسعادت کا بڑا ذریعہ ہے۔

یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ شعبہ تحفیظ کا امتحان اب گزشتہ چار پانچ سالوں سے سال میں دوبار ہوتا ہے۔ایک شعبۂ کتب کے سالانہ امتحان کے ایام میں اور دوسرا ذی الحجہ کے ابتدائی دنوں میں ہوتا ہے۔دوسرے مرحلہ میں گزشتہ سال تقریباً اٹھارہ ہزار حفاظ وحافظات شریک امتحان تھے۔

3) عالمیہ بنین دورۂ حدیث کے بارہ ہزار ایک سو پینسٹھ (12165) وہ طلباء شریک ہیں جو امتحان میں کامیابی کے بعد درس نظامی کے فارغ التحصیل ہوجائیں گے۔اور علماء کی صف میں شامل ہوکر اور دین ودنیا کے مختلف شعبوں میں خدمات انجام دیتے ہیں۔ان فضلائے مدارس میں کچھ تخصصات (تخصص فی الفقہ، تخصص فی الحدیث، تخصص فی الدعوہ والارشاد) یعنی اسپشلائزیشن کرتے ہیں۔اور علم فقہ وحدیث سمیت مختلف علوم وفنون میں اعلیٰ صلاحیتوں کے حامل بن جاتے ہیں۔بعض علماء مختلف یونیورسٹیوں میں ایم فل اور پی ایچ ڈی بھی کرتے ہوئے مختلف شعبوں میں مہارت بھی حاصل کرتے ہیں۔

4) مدارس بنات میں امسال تینتیس ہزار تین (33003) طالبات دورۂ حدیث شریف یعنی عالمات کے سالانہ امتحان میں شریک ہورہی ہیں۔امتحان میں کامیابی کے بعد دین کی عالمات اور فاضلات کی سندان کو حاصل ہوجائے گی۔اتنی کثیر تعداد میں طالبات کا دینی تعلیم کا حاصل کرنا مدارس بنات کی والہانہ خدمات کی بدولت ہے۔مدارس بنات کا مکمل نظام امتحان، خواتین معلمات کی زیر نگرانی ہوتا ہے۔اس حوالہ سے وفاق المدارس کی جانب

سے تمام شرعی ضابطوں پر سختی سے عملدرآمد کیا اور کروایا جاتا ہے۔ امتحانی مراکز میں طالبات کی تمام ضروری سہولیات کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔

5) امسال ان شاء اللہ مجموعی طور پر فارغ التحصیل علماء و عالمات کی تعداد پینتالیس ہزار ایک سو اڑسٹھ (45168) ہوگی، یعنی گزشتہ سال کی نسبت مجموعی طور پر دو ہزار چھ سو چھیاسٹھ (2666) کا بڑا اضافہ ہوا ہے۔

6) تجوید للحفاظ والحافظات کے سالانہ امتحان میں دس ہزار سات سو پچیانوے (10695) طلباء و طالبات شریک ہو رہے ہیں۔ گزشتہ سال کی نسبت مجموعی طور پر چار سو چھیانوے (496) طلباء وطالبات کا اضافہ ہوا ہے۔

7) تجوید للعلماء والعالمات میں پانچ ہزار سات سو چورانوے (5794) علماء و عالمات شریک امتحان ہوں گے۔ اس میں گزشتہ سال کی نسبت سات سو پندرہ (715) کا اضافہ ہو رہا ہے۔

8) دراسات دینیہ سال اول بنین و بنات کے سترہ ہزار چھ سو ستر (17670) طلباء و طالبات شریک امتحان ہوں گے۔ جبکہ دراسات دینیہ سال دوم بنین و بنات کے بارہ ہزار تین سو پچہتر (12375) طلباء وطالبات سالانہ امتحان میں شرکت کریں گے۔

9) مجموعی طور پر دراسات دینیہ بنین و بنات میں مجموعی تعداد تیس ہزار پینتالیس (30045) ہوگی۔ گزشتہ سال کی نسبت مجموعی طور پر دو سو اکسٹھ (261) کا اضافہ ہوا ہے۔

10) امسال الحمدللہ وفاق المدارس کے تحت سالانہ امتحانات برائے 1447ھ/ 2026ء میں شرکاء کی مجموعی تعداد چھ لاکھ انسٹھ ہزار تین سو پینتیس (659335) ہوگی۔ یعنی گزشتہ سال سے اٹھائیس ہزار تہتر (28073) کا قابل تحسین ریکارڈ اضافہ ہوا ہے۔

مذکورہ اعداد و شمار سے مدارس دینیہ کی تعلیمی و تربیتی، علمی و فکری ہمہ جہت خدمات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ یہ یقیناً پاکستان کے ہزاروں مدارس دینیہ، ڈھائی لاکھ سے زائد علماء کی دیرینہ کاوشوں کا جہاں مظہر ہے، وہیں عوام الناس کا ان اداروں پر اعتماد کا اظہار بھی ہے۔

جس طرح ملحق مدارس اور شرکائے امتحان کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے اسی تناسب سے امتحانی مراکز اور نگران عملے میں بھی گرانقدر اضافہ ہوا۔

بنین کے ایک امتحانی مرکز میں ڈیڑھ سو طلباء اور بنات کے ایک امتحانی مرکز میں سو طالبات کا شریک امتحان ہونا وفاق المدارس کے مستقل ضابطہ کا حصہ ہے۔ علاقائی صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے مسؤلین کی جائزہ رپورٹ پر اس سے کم تعداد پر بھی سینٹر کا قیام عمل لایا جاتا ہے۔ ہر سینٹر میں نگران اعلی کے ساتھ ہر پچیس طلباء پر ایک معاون نگران کی

تقرری کی جاتی ہے۔یہی ترتیب مدارس بنات میں بھی ہوتی ہے۔

بعض بڑے جامعات ایسے بھی ہیں جن میں تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے ایک ہی ادارہ میں الگ الگ اضافی سینٹر بھی بنائے گئے ہیں جن میں مستقل نگران اعلیٰ اور معاون نگران بھی اصولی ضابطہ کے مطابق مقرر کئے جاتے ہیں۔اسی طرح زیادہ تعداد والے امتحانی مراکز میں نگران اعلیٰ کے ساتھ ایک"نائب نگران اعلیٰ" کی تقرری بھی کی جاتی ہے۔نگرانی کیلئے جن مدارس کے اساتذہ ومعلم کا انتخاب عمل میں لایا جاتا ہےاس کے لئے درجات کتب کے ہر پچیس طلباء کے داخلوں کے حساب سے تقرری عمل میں لائی جاتی ہے۔یعنی درجہ کتب کے ملحق جس مدرسہ کے پچیس (25) سے انچاس (49) تک طلباء ہوں تو اس ادارہ سے ایک معاون نگران کی تقرری کی جاتی ہے۔پچاس (50) یا اس سے زیادہ طلباء ہوں تو ان کے دو معاون نگران لئے جاتے ہیں۔اسی پچیس (25) کی تعداد کے تناسب سے وفاق المدارس کا ضابطہ ہے۔اور نگرانی کے لئے ادارہ کی جانب سے نام بھیجنا ضروری ہے۔

نگران اعلیٰ کے لئے بنیادی طور پر کم از کم پانچ سے دس سال نگرانی کا تجربہ ہونا ضروری ہے۔سالانہ امتحانات کے مکمل نظام کو مانیٹر کرنے کے لئے وفاق المدارس کے مرکزی وصوبائی قائدین ملک بھر کے سینٹروں کا ہنگامی معائنہ کرتے ہیں۔اراکین امتحانی کمیٹی ومجلس عاملہ سمیت مسؤلین بھی سینٹروں کا دورہ کر کے رپورٹیں لکھتے ہیں۔ عمومی طور پر ہر سینٹر کے لئے نگران اعلیٰ کے پاس ایک فائل ہوتی ہے جس میں سینٹر کے حوالہ سے تمام ضروری تفصیلات موجود ہوتی ہیں۔اسی فائل میں یومیہ رپورٹ کا اندارج کا صفحہ بھی ہوتا ہے۔سینٹر میں پیش آنے والی کسی بھی خصوصی نوعیت اور اہم بات کا لکھنا نگران اعلیٰ کے لئے لازمی ہوتا ہے۔ان اندراجات کی معائنہ کے لئے آنے والے وفاق المدارس کے ذمہ داران تصدیق کرتے ہیں۔ بعد از امتحان اراکین امتحانی کمیٹی پاکستان کے تمام مراکز کی فائلوں کا بغور مطالعہ کرتے ہیں اور اس میں موجود کسی بھی قابل اصلاح نکتہ کو نظر انداز نہیں کیا جاتا۔

جبکہ مدارس بنات کے سینٹروں کے معائنہ کے لئے اراکین وفاق کی ذمہ دار خواتین معائنہ کر کے رپورٹیں مرتب کرتی ہیں اور وہ رپورٹیں متعلقہ مسؤلین کے ذریعہ مرکزی دفتر کو ارسال کردی جاتی ہیں۔

امسال امتحانی مراکز اور مقرر کردہ نگران عملہ کی تعداد کا ایک اجمالی جائزہ۔

1) مراکز امتحان بنین برائے درجات کتب نو سو پچاس (950) ہیں۔جس میں سات ہزار چار سو چار (7404) نگران عملہ کی تقرری کی گئی ہے۔

2) مراکز امتحان بنات برائے درجات کتب کی تعداد دو ہزار نو سو ستائیس (2927) ہے۔ان مراکز میں خواتین معلمات پر مشتمل نگران عملہ کی تعداد اٹھارہ ہزار ایک سو اٹھاون (18158) ہے۔

3) مجموعی مراکز امتحان برائے بنین و بنات کی تعداد تین ہزار اٹھ سو ستتر (3877) ہے۔

4) مجموعی نگران عملہ پچیس ہزار پانچ سو باسٹھ(25562) ہے۔

5) گزشتہ سال کی نسبت مجموعی مراکز امتحان میں تین سو پندرہ (315) کا بڑا اضافہ ہوا ہے۔ جبکہ نگران عملہ برائے مراکز بنین و بنات میں مجموعی اضافہ دو ہزار نو سو چار(2904) ہوا ہے۔

6) شعبہ تحفیظ میں امتحانی مراکز برائے بنین نو سو چالیس(940) ہیں۔

7) امتحانی مراکز بنات برائے شعبہ تحفیظ دو سو چالیس(240) ہیں۔

8) شعبہ تحفیظ کے مجموعی مراکز امتحان برائے بنین و بنات کی تعداد گیارہ سو اسی (1180) ہے۔

9) گزشتہ سال کی نسبت امسال مجموعی طور پر مراکز امتحان برائے تحفیظ میں ایک سو پانچ (105) کا اضافہ ہوا۔

10) ممتحنین تحفیظ برائے بنین کی تعداد دو ہزار سات سو سات (2707) ہے۔

11) شعبہ تحفیظ بنات میں ممتحنات کی تعداد امسال تیرہ سو سات (1307) ہے۔۔

12) امسال مجموعی طور پر شعبہ تحفیظ میں ممتحنین و ممتحنات کی تعداد چار ہزار چودہ (4014) ہے۔

13) گزشتہ سال کی نسبت شعبہ تحفیظ کے ممتحنین و ممتحنات میں دو سو اٹھاون (258) کا اضافہ ہوا۔

اس سال وفاق المدارس کی امتحانی کمیٹی نے نگران عملے کے بین الصوبائی اور بین الاضلاع تبادلے بھی کئے ہیں۔ امسال ان بڑے اداروں کے امتحانی مراکز اور ان بڑے اداروں سے لئے گئے نگران اعلیٰ حضرات کی تشکیلیں کی گئی ہیں جبکہ ان کے ہمراہ دو معاونین بھی کئے گئے ہیں۔ امسال جن بین الصوبائی نگران اعلیٰ اور دو معاونین کے تبادلے کئے گئے ہیں ان اداروں کی تعداد چونتیس (34) ہے۔

جبکہ چاروں صوبوں میں بین الاضلاع پچاس سے زائد امتحانی مراکز میں بھی تبادلے کئے گئے ہیں۔ یہ تبادلے اور تقرریاں صوبائی ناظمین و اراکین امتحانی کمیٹی نے مشترکہ مفصل اجلاس میں متفقہ طور پر طے کئے۔ اس تبدیلی کا بنیادی مقصد معیار و نظام امتحان کو مزید فعال و مؤثر اور مفید بنانا ہے۔ برسوں سے وفاق کے امتحانی نظام سے منسلک اس تجربہ کار نگران عملے سے دوسرے صوبوں کے نگرانوں کو بھی یقینی طور پر فائدہ ہوگا۔ ان شاء اللہ اس اہم تبدیلی سے مستقبل میں دوررس نتائج بھی مرتب ہونگے۔

اللہ تعالیٰ تمام شرکائے امتحان کو نمایاں کامیابی سے ہمکنار فرمائیں۔ وفاق المدارس کے تمام قائدین، صوبائی ناظمین، معاون ناظمین، مسؤلین و منتظمین سمیت مرکزی دفتر کے فعال اراکین کی خدمات کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ تمام نگران عملہ و ممتحنین کی محنتوں کو بھی اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائیں۔ آمین!۔

خیبر پختونخوا میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی سرگرمیاں

مولانا مفتی سراج الحسن

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ کے فیصلے کے مطابق صوبہ خیبر پختونخوا کے ناظم حضرت مولانا حسین احمد صاحب زید مجدہم کی صدارات میں سالانہ امتحانات کے حوالے سے ڈویژنل سطح پر مسئولین وفاق کے اجلاس منعقد ہوئے، چنانچہ شیڈول کے مطابق پہلا اجلاس پشاور اور مردان ڈویژن کا مؤرخہ 09 دسمبر 2025 بروز منگل جامعہ دارالفرقان الکریم حیات آباد میں منعقد ہوا۔ جس میں متعلقہ تمام اضلاع کے مسئولین کتب (بنین، بنات، حفظ) معاون مسئولین، ارکان عاملہ حضرت مولانا سید عبدالبصیر شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ، حضرت مولانا محمد حسن جان صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے شرکت کی۔ مالاکنڈ ڈویژن کے مسئولین کا اجلاس 13 دسمبر 2025 بروز ہفتہ جامعہ مظہر العلوم محلہ حاجی خونہ گل مینگورہ سوات میں منعقد ہوا جس میں متعلقہ تمام مسئولین کے علاوہ رکن عاملہ حضرت مولانا قاری محمد طاہر صاحب دامت برکاتہم العالیہ، علاقائی معاون ناظم مولانا قاری محب اللہ صاحب شریک ہوئے۔ بنوں اور ڈی آئی خان ڈویژن کے مسئولین کا اجلاس 16 دسمبر بروز منگل جامعہ عبداللہ بن مسعود سادات حسنی شہباز شاہ شیخان لکی روڈ ضلع بنوں میں منعقد ہوا۔ کوہاٹ ڈویژن کا اجلاس 18 دسمبر بروز جمعرات اورکزئی حجرہ ضلع ہنگو میں منعقد ہوا جس میں متعلقہ اضلاع کے مسئولین، معاونین کے علاوہ علاقائی ناظم اخونزادہ مفتی عبیداللہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے بھی شرکت کی۔ جبکہ ہزارہ ڈویژن کا اجلاس 30 دسمبر بروز منگل جامعہ صدیقیہ گلفام ٹاؤن ایبٹ آباد میں طے تھا، تاہم وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سرپرست مختار الامہ حضرت مولانا مفتی مختار الدین شاہ صاحب کی رحلت اور صوبائی ناظم حضرت مولانا حسین احمد صاحب کی جنازہ میں شرکت کے باعث اجلاس کو ملتوی کرنا پڑا۔ ان شاء اللہ عنقریب یہ اجلاس بھی منعقد ہوگا۔

کئی گھنٹوں پر محیط مذکورہ تمام اجلاسات میں حضرت مولانا حسین احمد صاحب زید مجدہم نے وفاق المدارس العربیہ کے امتحانی نظم میں مزید استحکام پیدا کرنے کے حوالے سے تفصیل سے روشنی ڈالی اور امتحان کے متعلق جملہ قواعد وضوابط کو تفصیل سے بیان کیا آپ نے مسؤلین حضرات کو خصوصی ہدایات جاری کرتے ہوئے فرمایا کہ امتحانات کے حوالے سے ہر ضلع میں امتحانی عملہ (بنین وبنات، حفظ) کی تدریب کرانا نہایت ضروری

ہے۔وفاق کے امتحانی نظم میں مزید استحکام کے لیے امتحانی مراکز کا جائزہ لینا بالخصوص بنات کے مدارس میں امتحانی مراکز کو وفاق کے قواعد وضوابط کے مطابق کرنا۔کیونکہ بنات کے امتحانی مراکز میں مسائل زیادہ ہیں اس وجہ سے اس کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔نیز امتحانی مراکز میں طلبہ وطالبات کی سہولت کو پیش نظر رکھا جائے۔

دوران امتحانات نگرانی میں وفاق کے ضوابط کو پیش نظر رکھنا بالخصوص بنات کے مدارس میں اہل معلمات کا انتخاب کریں اور نگرانی میں استحقاق کی رعایت کریں۔نگران معلمات اور مراجعات کے لباس اور وضع قطع شرعی اصولوں اور مدارس کے ماحول کے ساتھ موافق ہونا بہت ضروری ہے۔نگران عملے میں اہل افراد کی ڈیوٹی لگانے کا اہتمام کیا جائے بالخصوص شعبہ حفظ میں اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ ممتحن جید قاری اور حافظ قرآن ہو۔کیونکہ شعبہ حفظ کے بچوں کی سال بھر کی محنت ممتحنین کے ہاتھوں میں ہوتی ہے لہذا اس حوالے سے معمولی سی غلطی اور غفلت سے بچوں کا مستقبل داؤ پر لگ سکتا ہے۔اسی طرح پرائیویٹ طلبہ وطالبات کے داخلوں کے بھی مسئولین حضرات روک تھام کریں،متعلقہ مدارس کو تنبیہ کریں۔

دوران امتحان سنٹروں کا معائنہ کرنا مسئول کہ ذمہ داری ہے۔جن سنٹروں سے مسئول مطمئن نہ ہو اس کی رپورٹ لکھ کر آئندہ سنٹروں کی تقرری میں مدنظر رکھے۔مسئول کی رپورٹ پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کے لیے ضروری ہے کہ ایک کاپی صوبائی ناظم کو بھی ارسال کی جائے۔بنات کے سنٹروں میں اگر کہیں معلوم ہو کہ نگران معلمات کے لباس اور وضع قطع شرعی اصولوں اور مدارس کے ماحول کے ساتھ موافق نہیں تو ان سے معذرت کی جائے۔آپ نے مسئولین کو ہدایات دیتے ہوئے کہا کہ رپورٹ لکھنے میں وفاق کے قواعد وضوابط سب سے اہم اور مقدم ہیں اس میں ہرگز مصلحتوں سے کام نہ لیا جائے۔اسی طرح مسئولین کے حسابات ہر اعتبار سے صاف شفاف اور واضح ہونا ضروری ہے۔دفتر کی طرف سے طے شدہ ہدایات پر عمل کرنا ضروری ہے مثلا اوریجنل بل، پٹرول بل ،گاڑی اور ڈرائیور کا نمبر وغیرہ۔نیز یہ بھی ضروری ہے کہ امتحانی حسابات بروقت مکمل کیے جائیں اس میں تاخیر بالکل نہ ہو بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ امتحانی حسابات بروقت دفتر وفاق میں جمع نہیں کروائے جاتے۔امتحانی حسابات میں تاخیر نہ صرف نظام کے لیے نقصان دہ ہے بلکہ امانت ودیانت پر بھی سوالیہ نشان بن جاتی ہے نیز بعد میں وصولی میں شدید مشکلات پیش آتی ہیں۔

آپ نے وفاق کے امتحانی نظم کو تمام عصری اداروں کے لیے قابل تقلید اور مثالی قرار دیا۔فرمایا کہ کوئی بھی ادارہ اس طرح کا پرسکون، پرامن اور شاندار نظام نہیں دکھا سکتا۔یہ امتیاز صرف پاکستان کے دینی مدارس کو حاصل ہے کہ وہ ایک مضبوط نیٹ ورک سے وابستہ ہیں اور قرآن وسنت کی ترویج کے لیے ان کی آواز ایک ہے۔وفاق المدارس

نے یکساں نظام تعلیم کو متعارف کراتے ہوئے امیر وغریب کا فرق ختم کیا ہے جہاں حکومت تعلیم کی سہولیات مہیا نہیں کرسکی وہاں وفاق المدارس بچوں اور بچیوں کو تعلیم کی روشنی سے منور کررہا ہے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ وفاق کا کام جز وقتی نہیں ہے بلکہ ہر وقت مشاورت کا متقاضی ہے ۔سال بھر ہماری سرگرمیاں جاری رہتی ہیں ۔وفاق المدارس دینی مدارس کے تحفظ کے لیے ایک چھتری اور سائبان ہے اس کی ساکھ کا تحفظ ہم سب پر لازم ہے۔ہمیں ہر اس عمل سے اجتناب کرنا چاہیے جس سے وفاق المدارس کی ساکھ متاثر ہو۔

تمام مسئولین حضرات موجودہ حالات میں مدارس میں نظم وضبط ، بالخصوص طلبہ، اساتذہ اور ملازمین کے جملہ کوائف اور ریکارڈ کو محفوظ رکھنے کے لیے کوششیں کریں اور مدارس کو اس بارے متوجہ کریں ۔مدارس میں ایسا ماحول قائم کیا جائے جس سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی علمی اور دینی ساکھ مستحکم ہو۔اگر خدانخواستہ کسی مدرسے میں ایسا واقعہ پیش آئے جو بدنامی کا باعث بنے تو فوری طور پر بمشاورت صوبائی ناظم اس کا تدارک کیا جائے ۔تمام مسئولین مدارس کو اس بات کی تلقین کریں کہ طلبہ پر تشدد دین کے مزاج کے خلاف ہے اور موجودہ دور میں اس کا دفاع ممکن نہیں ۔طلبہ بالخصوص حفاظ کرام کو محبت ،حوصلہ افزائی کے ساتھ تعلیم دی جائے ۔طلبہ وطالبات میں دیانت ،سچائی ،ادب ،توقیرِ اساتذہ اور خدمت خلق کا جذبہ پیدا کرنے کی کوششیں کریں ۔اس حوالے سے اہلِ مدارس کو ہفتہ وار تربیتی بیانات کی طرف متوجہ کریں ۔وفاق سے متعلقہ تمام خط وکتابت ،دیگر اہم ضروری دستاویزات کو محفوظ رکھیں ۔مسئولین حضرات وقت پر مدارس کا الحاق ،تجدید الحاق اور ترقی الحاق یقینی بنائیں اور وفاق کے امور خود سرانجام دیا کریں بالخصوص معائنہ الحاق ، امتحانی مراکز کا معائنہ ،حسابات وغیرہ ۔مسئولین حضرات اپنے حلقہ مسئولیت کے مدارس کے ساتھ بھرپور رابطے میں رہیں ۔رابطے کے فقدان کے بہت سارے نقصانات سامنے آتے ہیں کسی ناخوشگوار واقعے کی صورت میں مسئول کو چاہیے کہ فوراً وہاں پہنچے صحیح صورتِ حال سے آگاہی حاصل کریں اور مسئلے کے حل میں ہر ممکن تعاون کریں

اجلاس کے اختتام پر صوبائی ناظم نے اجلاسات میں بھرپور حاضری پر تمام مسئولین ، معاونین اور اجلاسات کی میزبانی کرنے والے مدارس کا خصوصی شکریہ ادا کیا ،کہ انہی کی کوششوں اور بہترین انتظامات کے باعث یہ اجلاسات ہر اعتبار سے کامیاب رہے ۔اللہ تعالی سب کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے ۔نیز اجلاسات میں مرکزی دفتر کے مساعدِ مالیات ، جناب محمد اسلام شاہ صاحب مرحوم ،کی بلندی درجات اور کامل مغفرت کے لیے خصوصی دعا کا اہتمام بھی کیا گیا۔

اجلاس ممتحنینِ اعلی حضرات و ممتحنین (ضلع چمن وقلعہ عبداللہ)

مولانا سید عبدالرحیم الحسینی

دو ہفتے پہلے پورے بلوچستان کے مسؤولین کا ایک موقر اجلاس بمقامِ کوئٹہ زیرِ صدارت حضرت مولانا صلاح الدین صاحب دامت برکاتہم العالیہ منعقد ہوا۔ اس میں متعدد فیصلے صادر ہوئے (جس کی کارروائی ماہنامہ ''وفاق المدارس'' شمارہ رجب 1447 میں شامل ہے) ان فیصلوں میں سے ایک فیصلہ یہ بھی تھا کہ ہر مسئول اپنے اپنے علاقے میں تمام ممتحنینِ حفظ اور نگران عملے کا اجلاس منعقد کرے گا۔ اسی کی روشنی میں بتاریخ 17 رجب المرجب 1447 (7 جنوری 2026) بمقامِ جامعہ دارالعلوم چمن ممتحنینِ اعلیٰ حفظ اور ممتحنینِ حفظ کا بندہ کی تجویز پر ایک اہم اجلاس بسلسلہ انضباطِ امتحانِ حفظ زیرِ صدارت حضرت مولانا جان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ (استاذ حدیث جامعہ دارالعلوم چمن) منعقد ہوا۔

اجلاس کا آغاز تلاوت کلامِ پاک سے ہوا جس کی سعادت حافظ محمد الیاس صاحب نے حاصل کی۔ ضلع چمن وقلعہ عبداللہ کے ممتحنِ اعلیٰ حضرات کے سامنے حضرت مولانا عبدالعلی صاحب (ممتحن اعلیٰ ضلع چمن وقلعہ عبداللہ) نے وفاق المدارس کی قیمتی ہدایات ان کے سامنے بیان کیں اور ان سے حفظ کے امتحان میں معاونت کی درخواست کی اور یہ واضح کیا کہ وفاق المدارس العربیہ حضرات اکابر کی طرف سے ایک امانت ہے، اس میں آپ حضرات کا بھرپور تعاون چاہیے۔ (واضح رہے کہ اس سال حفظ کے امتحان کا بنیادی طریقہ تبدیل کر دیا گیا تھا)۔

نیز فرمایا کہ: حفظ کے امتحان میں ممتحنِ اعلیٰ کی تین بنیادی ذمہ داریاں ہیں: پہلی: حفاظ کی مکمل چھان بین جیسے: مقطوع اللحیہ ہونا، غیر کامل الحفظ، متبادل، پرائیویٹ وغیرہ۔ دوسری: ممتحنین حضرات کے نتیجہ کا وقتاً فوقتاً نظرِ ثانی کرنا۔ تیسری: فائل کی مکمل کارروائی اور حفاظ کی حاضری۔

ساتھ ساتھ یہ بھی واضح کیا کہ ممتحنین کا کام صرف اور صرف طلبہ کا امتحان ہے باقی ذمہ داریاں ممتحنِ اعلی انجام دے گا۔ شرکاء حضرات نے اس عظیم خدمت میں مکمل تعاون کرنے کا وعدہ کیا۔ اجلاس کا اختتام دعا سے ہوا۔

اجلاس نگران اعلی حضرات ومعاونینِ آں در ضلع چمن:

بتاریخ 18 رجب المرجب 1447 (8 جنوری 2026) جامعہ دارالعلوم چمن میں نگران اعلی اور معاونین

حضرات کاایک اہم اجلاس بسلسلہ سالانہ امتحان بحکمِ مولانا صلاح الدین ایوبی دامت برکاتہم العالیہ (ناظمِ وفاق المدارس، بلوچستان ومسؤولِ ضلع چمن وقلعہ عبداللہ) بندہ کی نگرانی میں منعقد ہوا۔اجلاس کا آغاز تلاوت کلامِ پاک سے ہوا جس کی سعادت حضرت مولانا عبدالاحد صاحب نے حاصل کی۔

بیان کا خلاصہ:

بندہ نے وفاق کے قواعد وضوابط کو سامنے رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل موضوعات پر روشنی ڈالی: امتحانی ہال میں نظم و ضبط کی ذمہ داری (سب سے پہلے ساتھیوں کا مذاکرہ اورمناسب ہال کاانتخاب جہاں امتحان بحسنِ خوبی لیاجاسکے)،امتحانی ہال کے نقشہ کی ترتیب، جوابی کاپیوں کی تقسیم اوراس سے متعلقہ ہدایات،کشف الحضور پر یومیہ حاضری،سوالیہ پرچوں کی وصولی اور سیل کھولنے کا طریقہ،غیر قانونی مداخلت کاسدِّ باب،تقاضا کی صورت میں باہر جانے کی اجازت (یہاں پر عملہ کو متنبہ کیا کہ اس اجازت سے طلبہ ناجائز فائدہ نہ اٹھاسکے) حل شدہ جوابی کاپی کی وصولی اور دفتر کو ترسیل (یہاں پر بھی عملہ کو تاکید کی گئی کہ ہفتے والے پرچوں کو اسی دن ڈاک خانے میں جمع کریں)۔

متوسطہ، عامہ، دراساتِ دینیہ اور تجوید کے طلبہ کے حفظ کا امتحان (یہاں پر بھی تجربہ کی چند باتیں بتائی گئی)، امتحان گاہ میں تاخیرِ آمد کا ضابطہ (ان سب عنوانات پر بقدرِ ضرورت روشنی ڈالی گئی)۔

دورانِ امتحان جرائم اور ان کی سزائیں، دورانِ امتحان قرآنِ مجید اور کیلکولیٹر کا استعمال، امتحان گاہ میں داخلے کے وقت طلبہ کی شناخت (متبادل کاسدِّ باب)، رپورٹ مرتب کرنے کا ضابطہ، امتحانی امیدوار پر بدعنوانی کے الزام میں رائے کا اعتبار، دنگافساد، نقل کی برآمدگی، گستاخی، مقطوع اللحیہ اور کئی عناوین کے تحت تفصیلی بیان کردی گئیں۔

اسی طرح حضرت شیخ الاسلام صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے مشہور اور مفید قول کا اعادہ کیا: کہ امتحان ہال میں طلبہ کے ساتھ وفاق کے ضوابط میں نرمی نہ کرنا اور برتاؤ وسلوک میں سختی نہ کرنا۔

اور نگران اعلیٰ حضرات کا ایک واٹس اپ گروپ ہو جس میں پرچے کے بارے میں کوئی بھی مشکل ہو شریک کرے اور ساتھ ساتھ بندہ نے اس بات کی تاکید کی کہ نصف وقت سے پہلے پورے پرچے کی تصویر قطعاً شائع نہ کرے جس مقام میں اشکال ہو اس کی تصویر استفسار کے لئے گروپ میں بھیج دے اور یہ بھی کہ معاون موبائل کا استعمال بالکل نہ کرے اور امتحان ہال میں معاون کا موبائل موقوف ہو۔اسی طرح بار بار لاؤڈ اسپیکر میں اعلان نہ کیا جائے جو چند طلبہ کی خاطر سب کیلئے تشویش کا باعث ہے۔اس کا استعمال کم سے کم ہونا چاہئے اور ایسی باتوں سے بھی اجتناب کیا جائے جو تشویش اور ازعاج کا باعث ہو اس میں سارے طلبہ کا حق تلفی ہے۔

اخیر میں بندہ نے اپنے تجربے کی بنیاد پر شرکاء کے ساتھ مفید مشورے شریک کئے جن کو شرکاء نے بغور

سنا، اور وفاق کے ساتھ پوری پوری مدد کی یقین دہانی کی۔

اجلاس نگران اعلی حضرات ومعاونین آن در ضلع قلعہ عبداللہ:

بتاریخ 21 رجب المرجب 1447 (11 جنوری 2026) مدرسہ احیاء العلوم قلعہ عبداللہ بازار میں نگران اعلی اور معاونین حضرات کا ایک اہم اجلاس بسلسلہ سالانہ امتحان بحکم مولانا صلاح الدین ایوبی دامت برکاتہم العالیہ (ناظمِ وفاق المدارس، بلوچستان ومسئول ضلع چمن وقلعہ عبداللہ) بندہ کی نگرانی میں منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز تلاوت کلامِ پاک سے ہوا جس کی سعادت حضرت مولانا فضل الرحمان صاحب (میزئی اڈہ) نے حاصل کی۔

بیان کا خلاصہ:

تلاوتِ کلام پاک کے بعد شرکاء حضرات سے امتحان کے سلسلے میں وہی ہدایات بیان کیں (جن کا تذکرہ گزشتہ اجلاس میں ہوا تھا) اور حاضرین کو وفاق کے ضوابط سے آگاہ کیا اور کہا کہ نگرانانِ اعلیٰ حضرات نگرانی ضابطے کے مطابق کریں اور وفاق المدارس العربیہ کی طرف سے شائع شدہ ضوابط کا مطالعہ لازمی کریں، اور امتحانی ہال کو کنٹرول میں لینا چاہئے۔

امتحان سے پہلے نگران عملہ کو آدھا گھنٹہ پہلے بیٹھانا چاہئے اور ان سے معاونت کرنے کی تاکید کرنا چاہئے جوابی کاپی تقسیم کرنے کے بعد نگران اعلی جوابی کاپی پر دستخط کریں تاکہ اپنی مقدار سے زائد نہ ہوجائے، سوالیہ پرچہ تقسیم کرتے وقت سوالیہ پرچے اچھی طرح دیکھ لینا چاہیے، غیر متعلقہ افراد جیسے مدرسہ کے ناظم یا مہتمم کو ہال میں آنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔

نیز کہا: کہ طلبہ کو پیشاب کے بہانے سے بار بار باہر جانے سے روکے جائے اس میں مریض طلبہ جن میں نقل کا مرض ہو کام کرتے ہیں، کوشش یہ ہونی چاہئے کہ جوابی کاپی اسی دن ڈاک خانہ میں جمع ہو تاکہ تاخیر کا شکار نہ ہو۔ نگران اعلیٰ کو پرچے میں اگر کوئی مشکل پیش آئے تو فوراً ہمارے ساتھ رابطہ کریں۔ اسی طرح نگران اعلیٰ متوسطہ کے تقریری امتحان میں دقت سے کام لینا چاہیے، جس نتیجہ کی نقل ضروری ہو اس کی نقل محفوظ کرلے۔ طلبہ سے جو شکایت موصول ہو اس کی رپورٹ درج کرنی چاہیے، یہ معاملہ باقی طلبہ سے مخفی ہونا چاہیے۔

ایک ضروری وضاحت:

بہت سے اہلِ مدارس یہ کوشش کرتے ہیں کہ ہماری نگرانی ضرور ہونی چاہیے، یہاں ضابطے کا خیال رکھا جاتا ہے اور 25 طلبہ پر ایک نگران وفاق لیتا ہے۔ اگر طلبہ اس سے کم ہوں تو مسؤل کو تنگ کرنا مناسب نہیں اسی طرح

مارکنگ میں ضابطے کا خیال رکھنا ہے۔

اخیر میں شرکاء حضرات سے تجاویز بھی لی گئیں، جن میں ایک تجویز یہ تھی کہ جوابی کاپی کی ترسیل اگر ٹی سی ایس کے ذریعے ہوتو فائدہ ہوگا اور وفاق کو جلد موصول ہوگی۔ ہر سینٹر میں ایک ایسا نگران ہونا چاہئے جو انگریزی اور ریاضی میں ماہر ہو۔ مجلس کا اختتام دعا سے ہوا۔

مزید دو اجلاسوں میں شرکت:

13 جنوری بروزِ سہ چہارشنبہ جامعہ امدادیہ (کوئٹہ) میں حضرت مولانا حفیظ اللہ صاحب (مسئول ضلع کوئٹہ) کی صدارت میں تمام نگرانِ اعلیٰ اور ان کے معاونین کا ایک اہم اور بہت بڑا اجلاس ہوا، اس میں بھی بندہ نے وہ تمام ہدایات وضوابط (المتعلقۃ بالاختبار السنویۃ) بسط اور تفصیل کے ساتھ بیان کیے۔

14 جنوری بروزِ چہارشنبہ پشین میں حضرت مولانا عطاء اللہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی زیرِ صدارت پشین کے تمام نگرانِ اعلیٰ اور ان کے معاونین کا اجلاس ہوا، اس میں بندہ نے اپنی گذارشات تفصیل کے ساتھ ان کے سامنے رکھیں۔

ان دونوں اجلاسوں (کوئٹہ اور پشین) میں ہمارے ناظمِ بلوچستان حضرت مولانا صلاح الدین صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے بڑے تفصیل کے ساتھ ہمہ گیر نصیحتیں ارشاد فرمائیں۔ جزاہم اللہ خیرًا۔

(بقیہ: مولانا بدرالحسن القاسمی)

4۔ اکثریت کی رائے سے استدلال

صرف دہریوں یا ملحدین کی ایک چھوٹی سی جماعت کو چھوڑ کر دنیا کی اکثریت اللہ کے وجود کی قائل ہے تو جس طرح دنیوی معاملات میں اکثریت کی رائے پر فیصلہ کیا جاتا ہے تو پھر خدا کے وجود کے بارے میں اکثریت کے فیصلہ کو یہ ملحدین کیوں تسلیم نہیں کرتے؟ پھر ہمیں یہ بتلاؤ کہ جب تم دیوار کے پیچھے دُھواں دیکھ کر آگ کا یقین کر لیتے ہو اور گھر کے صحن میں سورج کی شعاعیں دیکھ کر سورج کے طلوع ہونے کا یقین کر لیتے ہو اور سڑکوں اور گلیوں میں قدموں کے نشانات دیکھ کر کسی کے وہاں سے گزرنے کا یقین کر لیتے ہو تو پھر یہ سارا عالم جو کسی خلل کے بغیر خاص نظام کے مطابق چل رہا ہے یہ اپنے صانع، موجد، اور خالق کا پتہ نہیں دے رہا ہے؟! آخر میں مشہور عربی شاعر ابونواس کی اس لطیف تشبیہ اور شاعرانہ استدلال کا لطف اٹھائیے:

تأمل في نبات الأرض وانظر الى اثار ما صنع المليک
عيون من لجين شاخصات بأحداق هي الذهب السبيک
على قضب الزبرجد شاخصات
بأن الله ليس له شريک

تین اہم علمی نکتے

مولانا عبدالقدوس محمدی

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس، آیۃ الخیر حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالغفار صاحب کی خصوصی دعوت پر جامعہ اسلامیہ سوہان اسلام آباد تشریف لائے جہاں آپ نے جامع، پرمغز اور فکر انگیز خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنی گفتگو کے آغاز میں مختصر وقت میں جامعہ اسلامیہ کی ترقی اور کامیابی کو عنداللہ اور عبدالناس قبولیت قرار دیا۔ مولانا جالندھری کی گفتگو سے قبل رئیس جامعہ مولانا عبدالغفار صاحب نے مختارالامہ حضرت مولانا مفتی مختارالدین شاہ صاحب کی رحلت پر دلی دکھ کا اظہار کیا اور حضرت مفتی صاحب سمیت دیگر مشائخ حضرت پیر ذوالفقار نقشبندی صاحب اور پیر عبدالرحیم نقشبندی صاحب کی رحلت پر تعزیت کا اظہار کیا اور ان حضرات کی بلندی درجات کے لیے دعا فرمائی۔ آپ نے اپنی گفتگو میں معزز مہمانانِ گرامی کا شکریہ ادا کیا۔

مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب نے اپنے خطاب کے دوران ارشاد فرمایا کہ بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ یہ صرف مدارس نہیں بلکہ مدارسِ دینیہ ہیں۔ مدرسہ کس کو کہتے ہیں؟ دین مکمل ضابطۂ حیات ہے، مکمل دستورِ زندگی ہے اور مدرسہ اسی مکمل دین کی تعلیم کے مرکز کا نام ہے۔ مذہب اور دین میں فرق سمجھنا ضروری ہے۔ مذہب چند عقائد اور چند عبادات کا نام ہے، لیکن دین اسے کہتے ہیں جس میں عقائد بھی ہوں، عبادات بھی ہوں، معاملات بھی ہوں، معاشرت بھی ہو، اخلاقیات بھی ہوں اور آدابِ زندگی بھی ہوں۔ یہ پورا نظام دین کہلاتا ہے۔ اس دین کی دو بنیادیں ہیں: ایک کتاب اللہ اور دوسری سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ دونوں چیزیں ہمیں براہِ راست نہیں ملیں بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واسطے سے امت تک پہنچیں۔

قرآن کریم کے بارے میں تین باتیں ذہن نشین فرمالیں:۔۔ پہلی بات یہ ہے کہ قرآن کریم اللہ پاک کی صفت ہے، مخلوق نہیں۔ **دوسری بات** یہ ہے کہ قرآن کریم لاریب کتاب ہے، اس کے معنی میں، مفہوم میں، احکام میں اور تعلیمات میں کوئی شک نہیں اور قرآن کریم میں شک کرنے والا اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔ **تیسری بات** یہ ہے کہ قرآن کریم لفظاً بھی محفوظ ہے اور معناً بھی محفوظ ہے۔ دنیا پر نظر ڈال کر دیکھ لیں دنیا میں کیا کچھ نہیں بدلا، کتنے تغیرات آ گئے، دنیا کا نام ہی تغیرات ہے، لیکن قرآن نہیں بدلا۔ اس لیے کہ یہ دنیا کو بدلنے کے لیے آیا ہے، خود بدلنے کے لیے نہیں آیا۔ قرآن کے الفاظ کے محافظ موجود ہیں، یہ الفاظ کے پہرے دار ہیں اور جہاں تک معنی ومفہوم

کی حفاظت کا تعلق ہے تو یہ کام علماء کرام کے سپرد کیا گیا ہے، علماء قرآن کے معنی ومفہوم کے محافظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا: ما کان محمد ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین۔ جس طرح قرآن کے الفاظ محفوظ ہیں، اسی طرح اس کے معنی، مفہوم، مقصد اور مراد پر بھی علماء کرام پہرہ دیتے ہیں۔

سنت اور حدیث کے بارے میں تین باتیں:۔ سنت اور حدیث کے بارے میں بھی تین باتیں سمجھ لیں: **پہلی بات** یہ ہے کہ سنت اور حدیث بھی اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہیں، اگرچہ ان کی تلاوت نہیں کی جاتی۔ اسی لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کا آغاز باب کیف بدء الوحی سے کیا، اور قرآن کریم خود کہتا ہے: وما ینطق عن الھویٰ، ان ھو الا وحی یوحی۔ **دوسری بات** یہ ہے کہ قرآن کریم کی سب سے مستند تشریح وتفسیر سنت اور حدیث ہے۔ قرآن متن ہے اور حدیث اس کی شرح ہے، قرآن اجمال ہے اور حدیث اس کی تفصیل ہے۔ اگر اللہ کو پانا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آنا ہوگا۔ کلام اللہ کو سمجھنے کے لیے کلامِ رسول چاہیے، اور اللہ کو پانے کے لیے اتباعِ سنت ضروری ہے۔ **تیسری بات** یہ ہے کہ سنت اور حدیث بھی اسی طرح محفوظ ہیں جس طرح قرآن محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے دلوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ڈال دی تھی، انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا محفوظ کر لی، حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تبسم اور مسکراہٹوں کو بھی محفوظ کر لیا۔ ہر موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیات کو محفوظ کیا گیا، اور یہ جو مسلسلات ہیں، دراصل کیفیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

صحابہ کرام کے بارے میں تین باتیں:۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں بھی تین باتیں یاد رکھ لیں: **پہلی بات** یہ ہے کہ ہر صحابی مومن ہے اور ہر صحابی جنتی ہے۔ ہر صحابی جنتی ہے۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے۔ **دوسری بات** یہ ہے کہ ہر صحابی سچا اور عادل ہے۔ تمام صحابہ عادل بھی ہیں اور جنتی بھی ہیں۔ **تیسری بات** یہ ہے کہ صحابہ کرام معیارِ حق وصداقت ہیں۔ قرآن کہتا ہے: فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا۔ صحابی کون ہے اور کون نہیں، اس کا فیصلہ ہم نے نہیں کرنا، یہ فیصلہ خیر القرون میں ہو چکا ہے۔ آج اگر کوئی بدبخت یہ کہے کہ فلاں صحابی نہیں ہے تو اس کی بات کا کوئی اعتبار نہیں۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ ہوں، حضرت معاویہ ہوں، حضرت ابوسفیان ہوں، یہ سب صحابہ کرام ہیں۔ آخر میں مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب نے فرمایا پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے، اس لیے پاکستان کو مدارستان ہونا چاہیے۔ ہم پاکستان کو مدارستان بنائیں گے۔ جس دن پاکستان مدارستان بن گیا، اسی دن یہ ملک مسائلستان سے نکل جائے گا۔ آخر میں مولانا عبدالغفار صاحب کی درخواست پر حضرت جالندھری صاحب نے مجلس میں موجود تمام علماء، اساتذہ کا ور فضلاء کو اپنی تمام اسناد حدیث سے اجازت حدیث مرحمت فرمائی۔

شخصیت

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم رحمۃ اللہ علیہ

حیات وخدمات

حضرت مولانا یوسف خان

استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

آج ایسی عظیم الشان، مقبول عام، محبوب خلائق شخصیت کا تذکرہ سپرد قلم کر رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے اس مخلص، متقی، مطیع، فرمانبردار بندے کے تذکرہ کو اپنے لیے باعث سعادت سمجھتا ہوں۔ شاید یہ تذکرہ تحدیث نعمت کے زمرے میں آتا ہے۔ آپؐ کے پیغام کی روشنی دنیا میں پھیلانے والے اللہ تعالیٰ کے سچے بندوں کو ایک نظر دیکھ لینا بھی مجھ جیسے ادنیٰ شخص کے لیے کوئی کم اعزاز نہیں ہے۔

ہماری اس دنیا میں ایسے لوگ بہت کم پیدا ہوتے ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذہنِ ثاقب بھی ملا ہو، اور روشن دل بھی نصیب ہوا ہو۔ جو اس دوڑتی ہوئی، کروٹیں بدلتی ہوئی دنیا کے حالات و مزاج اور اس کے نت نئے تقاضوں سے پورے باخبر بھی ہوں، اور دینی ایمانی حقائق کے بارے میں وارثین انبیاء کی طرح صاحب یقین بھی، الغرض بہت کم شخصیات ہیں جو ان صفات کی حامل ہوں۔ میری مراد شیخ الحدیث، سرپرست اعلیٰ وصدر جامعہ اشرفیہ لاہور حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

ولادت:

حضرت کی ولادت باسعادت 10 نومبر 1944ء بروز جمعہ المبارک میں ایسے گھرانے میں ہوئی جو علم وعمل کا مرکز ومحور تھا یہ گھرانہ ایسی شخصیت کا تھا کہ جب ان کی طرف دل ودماغ متوجہ ہوتے ہیں تو ان کا علمی کام، ”جامعہ اشرفیہ“ کی صورت میں نظر آتا ہے، جو کہ اپنی مثال آپ ہے۔ میری مراد حضرت مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کا گھرانہ ہے۔ اس وقت آپ کی رہائش محلہ شریف پورہ امرتسر انڈیا میں تھی۔

حصول تعلیم:

حضرت نے اپنی ابتدائی تعلیم امرتسر میں اپنی والدہ سے شروع کی پھر نیلا گنبد جامعہ اشرفیہ میں باقاعدہ حفظ کی کلاس میں داخلہ لیا اور حفظ قرآن کریم کی سعادت حاصل کی۔

قرآن جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد میں حضرت قاری خدا بخشؒ (خلیفہ مجاز بانی جامعہ) اور قاری رونق علیؒ سے پڑھا پھر حضرت قاری عبدالمالکؒ سے تجوید پڑھی اور ان ہی سے روایتِ حفص کی سند حاصل کی۔ پھر درسِ نظامی کی تعلیم جامعہ اشرفیہ سے حاصل کی اور درسِ نظامی سے فراغت شعبان 1382ھ بمطابق 1962ء میں 500 میں سے 506 نمبر لیکر حاصل کی۔

حضرت کے ہم سبق یہ چند شخصیات بھی ہیں جن کا تذکرہ کرنا بہت بہتر محسوس کر رہا ہوں کیونکہ انسان اپنے رفقاء سے پہچانا جاتا ہے۔

مولانا عبدالرحیم اشرفیؒ، مولانا مشرف علی تھانویؒ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہٗ، مولانا محب النبی صاحب مدظلہٗ بھی حضرت کے ساتھ فنون کی کتب میں ہم سبق رہے۔

اساتذہ کرام:

حضرت مولانا رسول خان ہزارویؒ، حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسریؒ، حضرت مولانا جمیل احمد تھانویؒ، حضرت مولانا غلام مرتضیٰؒ، حضرت مولانا مفتی عبیداللہ قاسمیؒ، حضرت مولانا عبدالرحمن اشرفیؒ، حضرت مولانا محمد یعقوب خانؒ، حضرت مولانا نور محمودؒ، حضرت مولانا صوفی محمد سرورؒ، حضرت مولانا وکیل احمد شیروانیؒ۔

مشائخ حدیث:

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ (صحیح البخاری) شیخ الکل فی الکل حضرت مولانا رسول خان ہزارویؒ (صحیح مسلم، جامع ترمذی ومؤطین) حضرت مفتی جمیل احمد تھانویؒ (سنن ابی داؤد، نسائی، ابن ماجہ) حضرت مولانا عبداللہ قاسمیؒ (طحاوی) دورہ حدیث شریف میں عبارت حدیث پڑھنے والوں میں سے حضرت سرفہرست ہوا کرتے تھے۔ خصوصاً حضرت مولانا شیخ الحدیث ادریس کاندھلویؒ کے سبق میں۔

فراغت کے بعد بہاولپور یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور وہاں سے بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ وہاں محقق دوراں علامہ شمس الحق افغانیؒ سے علوم القرآن بالخصوص پڑھا۔

آپ کو حکیم الامتؒ کے متعدد خلفاء اور عرب وعجم کے علماء ومشائخ کی صحبت میسر ہوئی، بالخصوص حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمیؒ، حضرت علامہ سید یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا عبدالرشید نعمانیؒ، حضرت شیخ یٰسین فادانی ا سے اجازت حدیث حاصل تھی۔

تدریس کا آغاز:

حضرت نے یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد پھر درس وتدریس کا آغاز کیا جو کہ آخر عمر تک پورے عزم

اورذوق وشوق کے ساتھ جاری رہا۔آپ کے زیردرس درسِ نظامی کی اکثر کتب رہیں۔

مسند حدیث میں ابتداء مشکوۃ المصابیح بعد ازاں 1992ء سے تا آخر عمر دورہ حدیث میں اسباق جاری رہے۔چنانچہ دورہ حدیث میں سنن ابن ماجہ اور پھر ترمذی ج ۲،شمائل،طحاوی،صحیح البخاری کا درس آپ کے ذمہ رہا۔

آپ عرصہ دراز تک مدرسہ عربیہ رائیونڈ میں بطور ممتحن تشریف لے جاتے رہے۔

تبلیغی اسفار:

الحمدللہ دنیا کے اکثر ممالک میں اسفار کا موقعہ ملا،مرکز رائیونڈ کی تشکیل پر پاکستان میں عمومی جماعتوں کے علاوہ مستورات کی جماعت میں بھی جانے کا موقع ملا۔

احسان وسلوک:

حضرت کا ابتداء اصلاحی تعلق حضرت مفتی محمد حسن امرتسری رحمہ اللہ سے رہا،پھر حضرت مفتی خلیلؒ (گوجرانولہ) حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ پھر حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ سکھرویؒ سے قائم ہوا اور انہی سے چاروں سلسلوں میں اجازت حاصل تھی۔انکی وفات کے بعد آپ کا اصلاحی تعلق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ حضرت مولانا صوفی محمد سرورؒ سے برابر قائم رہا اور اب اپنے ہم سبق دوست حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہٗ سے قائم تھا۔

ہزاروں علماء وطلباء اور عوام ان کے منازل سلوک پر گامزن ہیں۔آپ کے خلفاء میں حضرت مولانا محمد اکرم کشمیریؒ اور حضرت مولانا محمد یوسف خان حفظہ اللہ اور متعدد صلحاء شامل ہیں۔

تصنیف وتالیف:

حج کے مسائل پر حضرت کی ایک عمدہ تصنیف ہے جس کی اشاعت تا حال بھی جاری ہے۔اس کے علاوہ بھی حضرت کی درج ذیل تصانیف ہیں: خلفائے راشدین،تعلیمات احکام اسلام،جہاد،مسائل نماز،والدین کے حقوق،اسماء الحسنی،فضائل رمضان،اسماء بدرین،فضائل توبہ،معمولات صبح شام،تحفہ شادی،فضائل و برکات رمضان،کتاب الدعاء،صلہ رحمی،ایصال ثواب (اردو اور انگریزی) اور متعدد موضاعات پر مقالات ورسائل شامل ہیں۔

آپ کے عہدے اور مناصب:

بظاہر انتہائی سادہ نظر آنے والی شخصیت الحمدللہ مندرجہ ذیل عہدوں کے حامل رہے۔اور آپ ان ذمہ داریوں کو انتہائی خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہے تھے:

۱۔آپ عرصہ دراز تک جامعہ اشرفیہ کے ناظم تعلیمات و نائب مہتمم اور پھر مہتمم خدمات سرنجام دیتے رہے۔۲۔شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور ۳۔سرپرست وفاق المدارس العربیہ پاکستان ۴۔صدر مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان ۵۔چیئرمین قرآن بورڈ پنجاب ۶۔صدر رابطہ ادب اسلامی پاکستان ۷،چیئرپرسن معہد ام القریٰ جامعہ اشرفیہ، لاہور ۸۔رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان ۹۔خطیب جامع مسجد حسن جامعہ اشرفیہ اور متعدد اداروں کے سرپرست

صحافت: گوناگوں مصروفیات کے باوجود ملک کے کئی معروف رسائل و جرائد میں آپ کے مضامین شائع ہوتے رہے۔ماہنامہ الحسن 1986ء سے آپ شائع فرمارہے تھے اور اب انگریزی زبان میں بھی شائع ہوتا ہے۔

طریقہ تدریس: آپ کا طریقہ تدریس نہایت منفرد تھا طلباء آپ کے درس میں اس وقت نہایت متوجہ ہوتے جب آپ اپنی پرُکشش آواز میں عبارت حدیث بھی بعض اوقات خود پڑھتے۔

طلباء کے ساتھ سلوک: آپؒ کا طلباء کے ساتھ حسن سلوک اور محبت بھی عجیب انداز کی ہوتی اور ہر طالب علم آپؒ کے ساتھ سلام لینے کو سعادت سمجھتا۔

آپ کی زندگی پر اجمالی نظر: اگر آپؒ کی زندگی پر اجمالی نظر ڈالی جائے تو آپؒ اپنے آباء و اسلاف کا نمونہ تھے تواضع، عاجزی، انکساری، مہمان نوازی، غریب پروری، خوش خلقی اور خوش طبعی، بڑوں کا احترام، چھوٹوں پر شفقت آپؒ کا معمول خاص تھا۔جو ایک بار مل لیتا گرویدہ ہوجاتا، اس سعادت کو حاصل کرنے کی تمنا اس کے دل میں موجزن رہتی۔

اولاد: آپؒ کی اولاد میں آپ کی صفات کے حامل اور استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور، صاحبزادہ حضرت مولانا حافظ زبیر حسن صاحب مدظلہٗ اور چھ صاحبزادیاں ہیں۔آپ کے داماد بھی تمام دینی مصروفیات میں مشغول ہیں۔آپ کی صاحبزادیاں بھی الحمدللہ تدریس سے وابستہ ہیں۔جامعہ اشرفیہ کی مسجد الحسن میں عصر کی نماز کے بعد روز حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی اصلاحی مجلس تادمِ آخر ہوتی رہی اور آپ اپنے والد گرامی نور اللہ مرقدہ کی خانقاہ کی مسند پر جلوہ افروز رہے۔

وفات: 15 رجب المرجب 1447ھ بمطابق 4 جنوری 2026ء بروز اتوار رات 11 بجے اپنے خالق حقیقی سے جاملے اور 15 رجب المرجب 1447ھ بمطابق 5 جنوری 2026ء بروز پیر ظہر کی نماز کے بعد آپ کے فرزند مولانا حافظ زبیر حسن مدظلہ (نائب مہتمم و استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور) نے نماز جنازہ پڑھائی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 81 سال 1 ماہ 26 دن عمر پائی۔اچھرہ کے قبرستان شیر شاہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔

تبصرہ کتب

سفر نامہ حجۃ الوداع

تالیف: مولانا عطاء الحق قلبی نور پوری۔ صفحات: ۳۲۹۔ طباعت: عمدہ۔ ملنے کا پتا: مدرسہ عربیہ اسلامیہ حجائی روڈ حاجی شاہ اٹک۔ رابطہ نمبر: 03105350105

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے تعلق رکھنے والی ہر شے اپنی جگہ خاص اہمیت رکھتی ہے۔ یہ خواہ آپ کے زیر استعمال اشیاء ہوں، آپ کی گھریلو زندگی ہو، آپ کا لوگوں سے برتاؤ ہو، آپ کا سفر وحضر، آپ کا جہاد کے لیے تشریف لے جانا، آپ کا مدینہ شریف میں قیام فرمانا؛ تمام عنوانات ایسے ہیں جنہیں ہر امتی کو بار بار پڑھنا چاہیے۔ ماہرینِ سیرت نے سینکڑوں عنوانات کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو کھنگالا ہے، تحقیق کی ہے اور آپ کی حیاتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو مختلف عنوانات کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

مولانا عطاء الحق قلبی صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر حجۃ الوداع پر قلم اٹھایا ہے اور اس سفر کے تمام پہلوؤں اور جزئیات کو قیدِ قلم میں لانے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے پوری تحقیق کے ساتھ بیان کرنے کی کوشش کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سفر کے دوران کہاں کہاں پڑاؤ ڈالا، کب سوئے؟ کب جاگے؟ کب کیا ارشاد فرمایا؟، کیا کھایا؟ کیا پیا؟ مکہ مکرمہ میں کب داخلہ ہوا؟۔ غرض حجۃ الوداع کے سفر کی زمانی ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے مدینہ منورہ سے روانگی سے لے کر واپسی تک کے ایک ایک لمحے کو بیان کرنے کی سعی کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ حج کے مسائل بھی ذکر کرتے چلے گئے ہیں۔

اسلوب کتاب عشق ومحبت رسول میں تر بتر ہے۔ دوران مطالعہ قاری یوں محسوس کرتا ہے کہ بادِ نسیم کے جھونکے چلے آرہے ہیں اور مشام جاں کو معطر کر رہے ہیں۔ سیرت موضوع ہی ایسا ہے۔ وارفتگی، والہانہ پن، عشق وعقیدت اس کتاب سے ملنے والے اسباق ہیں۔

جامع الدروس العربیہ

تالیف: الشیخ مصطفیٰ الغلایینی۔ صفحات: 800۔ طباعت: عمدہ، دورنگا طباعت۔ ملنے کا پتا: مکتبۃ الحماد، سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی۔ رابطہ نمبر 03343455955

الشیخ مصطفیٰ الغلایینی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۰۳ھ میں بیروت میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تعلیم وتربیت خالص علمی ماحول میں ہوئی، آپ نے اپنے دور کے کبار اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ مختلف علوم وفنون سے آراستہ ہوتے ہوئے جامعہ ازھر سے آپ نے تکمیل کی۔ آپ کو علوم دینیہ میں کما حقہ درک تھا۔ آپ نے متعدد قیمتی تصانیف

یادگار چھوڑی ہیں، ان میں ایک زیرتبصرہ کتاب ''جامعہ الدروس العربیۃ'' جو چار عظیم الشان فنون: نحو، صرف، بلاغت اور عروض کو محیط ہے۔ یہ کتاب عربی زبان کی مشہور و معروف اور معتمد ہے۔

یہ کتاب ابتداء سے ہی اہل علم کے ہاں متداول رہی ہے۔ اس کتاب کو مدرسہ ابن عباس کراچی کے استاذ مولانا سید عبدالرشید صاحب زیدمجدہم نے جدید تحقیق وتعلیق اور تدوین کے ساتھ مکتبۃ الحماد سے شائع کروایا ہے۔ اس نئے ایڈیشن میں طلبہ واساتذہ کی سہولت کے لیے کتاب کو چار الگ الگ حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ علم صرف مکمل قواعد اور مشقی مثالوں کے ساتھ، علم نحو آسان اور واضح انداز میں، علم بلاغت مثالوں اور تشریحات کے ساتھ اور علم عروض آسان ترین انداز میں پیش کیا ہے۔ اس ترتیب وتبویب سے علماء واساتذہ اور طلبہ کرام کے لیے اس کتاب سے استفادہ کرنا نہایت آسان ہوگیا۔ عربی زبان سیکھنے والے طلبہ کے لیے یہ نہایت مفید کتاب ہے۔ کتاب مدرسہ ابن عباس اور مکتبۃ الحماد بنوری ٹاؤن سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

خزینۃ النحو

تالیف: مولانا مفتی ابراہیم الشریم۔ صفحات 552۔ طباعت: مناسب ملنے کا پتا: مکتبۃ الشریم ضلع صوابی۔ رابطہ نمبر: 0334-8287784

نحو وصرف دینی علوم میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ اگر کسی کو ان دوعلوم میں مہارت نہ ہو تو آئندہ علوم وفنون میں مہارت حاصل ہونا ممکن نہیں۔ چنانچہ علماء نے ان دوعلوم کی طرف خصوصی اعتناء کیا ہے۔ درس نظامی میں شامل صرف ونحو کی کتابوں کی تشریحات بھی لکھی گئی ہیں۔ انہی میں ایک یہ کتاب ''خزینۃ النحو'' ہے۔

یہ کتاب ''نحو میر'' اور ''تسہیل النحو'' کی شرح ہے۔ اور یہ شرح اس انداز میں کی گئی ہے کہ مستقل تصنیف بن گئی ہے۔ اس شرح میں مندرجہ ذیل امو کا اہتمام کیا گیا ہے۔ بریکٹ میں نحو میر کی اصل عبارت ذکر کی گئی ہے۔ عبارت کا سلیس ترجمہ اور اس کی تشریح کی گئی ہے۔ ہر بحث سے متعلق ضروری قواعد کو فوائد نافعہ یا قواعد ضروریہ کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے۔ عبارت سے متعلق تمام مثالوں کی ترکیب کی گئی ہے۔ آیات کا ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے سے لیا گیا ہے۔ صاحبِ نحو میر اور صاحب تسہیل النحو کے مختصر حالات زندگی بھی دیے گئے ہیں۔